نسب، رضاعت، حضانت، نکاحِ نابالغاں
وبالغاں کے احکام کا دفعہ وار مجموعہ

مؤلف

مفتی شعیب عالم

دارالافتاء

جامعہ علوم اسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

مکتبہ السنان کراچی

نسب، رضاعت، حضانت، نکاحِ نابالغاں وبالغاں کے احکام کا دفعہ وار مجموعہ

عائلی قوانین

مؤلف
مفتی شعیب عالم
دارالافتاء
جامعہ علوم اسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر
مکتبہ السنان کراچی

عائلی قوانین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عائلی قوانین

تقریظ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی

MUFTI MUHAMMAD TAQI USMANI
Vice President Jamia Darul-Uloom Karachi - Pakistan

المفتي محمد تقي العثماني
نائب رئيس جامعة دار العلوم كراتشي - باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر مکرم جناب مولانا شعیب عالم صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔

آپ کا پارسل مؤرخہ ۴ رمضان ۱۴۴۴ھ بندہ کو آج ۲۵ شوال کو دیکھنے کی نوبت آئی۔ ڈاک کی کثرت اور ازدحام اشغال کی بنا پر جواب میں تاخیر ہوئی جس پر معذرت خواہ ہوں۔

آپ نے "عائلی قوانین" کے زیر عنوان جس کتاب کا مسودہ بھیجا ہے، اس کا عنوان و انداز دیکھ کر بھی مسرت ہوئی۔ سرسری نظر ڈال سکا، اور جیسے کہ توقع تھی، ماشاء اللہ انداز و اسلوب مناسب معلوم ہوا، مفصل جائزے کیلئے بوجہ قلت فراغت و کثرت مشاغل بندہ معذور رہا۔ لیکن دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائیں، اور اسے قارئین کیلئے نافع ثابت ہو۔ آمین۔

والسلام

بندہ

۲۵-۱۰-۴۴

Jamia Darul-Uloom Karachi
Korangi Industrial Area,
Karachi - Pakistan, Post Code : 75180
Phone: (92) (21) 35123100, Fax : (92) (21) 35123233

جامعة دار العلوم كراتشي
كورنجي انڈسٹريل ايريا، الرمز البريدي: ۷۵۱۸۰
كراتشي - باكستان
الهاتف: ۳۵۱۲۳۱۰۰ (۲۱) (۹۲) فاكس: ۳۵۱۲۳۲۳۳ (۲۱) (۹۲)

تقریظ مولانا سید سلیمان بنوری الحسینی مدظلہ العالی

Jamia-Uloom-Islamiyyah
(University of Islamic Sciences)
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi - Pakistan.

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراچی ۷۴۸۰۰-پاکستان

Ref. No. J.B.T.81/23

Date. ۳۰/۱۰/۱۴۴۴ھ
21/05/2023

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أمابعد:

فقہِ اسلامی، علوم اسلامیہ میں گل سرسبد ہے، جو درحقیقت شریعتِ اسلامیہ کے مصادرِ اصلیہ قرآن وسنت کی توضیح وتشریح اور ان کی تطبیقی کاوش ہے، اللہ تعالی نے دینِ اسلام کو کامل ومکمل فرمادیا ہے اور اس میں قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لیے کافی وشافی راہ نمائی موجود ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اگر قرآنِ مجید اور سنتِ نبویہ میں ہر دور کے صرف اہم مسائل کے اَحکام ہی ذکر کردیے جاتے تو یہ اتنا عظیم ذخیرہ ہوتا کہ زندگیاں صرف کرکے لوگ اسے نہ پڑھ سکتے، اور کماحقہ استفادہ بھی مشکل ہوتا، اللہ تبارک وتعالی نے قرآنِ مجید کو یہ اعجاز عطا فرمایا کہ مختصر مجموعے کی صورت میں قیامت تک آنے والے ہر دور کے ہر انسان کے لیے اسے کامل وجاوید دستور بنادیا، اور رسول اللہ ﷺ کو جوامع الکلم کا معجزہ عطا فرماکر اس کی تشریح کو سمندر بکوزہ کردیا۔ اب قرآنِ مجید اور سنتِ نبویہ میں ہر دور کے انسانوں کے لیے اُصولی راہ نمائی موجود ہے، لیکن اس تک پہنچنا ہر انسان کی استطاعت میں نہیں ہے، قانونِ شریعت کے ان دو سرچشموں کو اگر تدوین وترتیب کے بنا یوں ہی رہنے دیا جاتا اور ہر دور کے مسلمان اپنے تئیں اجتہاد واستنباط کی کوشش کرتے تو اُمت میں آراء کی اتنی کثرت ہوتی اور اختلاف کی خلیج اتنی وسیع ہوتی کہ اس کا تصور بھی مشکل ہے، اُمتِ مسلمہ پر فقہاءِ کرام کا احسان ہے کہ انہوں نے قرآن وسنت میں غور وتدبر کرکے حیاتِ انسانی کے ہر پہلو سے متعلق مسائل کے اَحکام کو مرتب ومدون کرکے پیش کیا ہے، فقہاءِ کرام کی یہ کاوش اجتماعی وانفرادی ہر سطح پر غور وفکر اور اجتہاد واستنباط کا نتیجہ ہے، اور اَحکامِ فقہیہ کا یہ ذخیرہ ہی "اسلامی قانون" ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ میں اکمالِ دین اور مسلمانوں پر اپنی نعمت کے اِتمام کا جو اعلان فرمایا ہے، یہ ذخیرہ اسی نعمت کا تتمہ ہے۔

اسلامی تاریخ کے ہر دور میں اس ذخیرہ سے استفادہ کیا جاتا رہا، اور اس کی روشنی میں پیش آمدہ مسائل حل کیے جاتے رہے۔ نیز مسلم حکومتوں میں بھی نظامِ حکومت کی اِدارت کی غرض سے فقہِ اسلامی سے استفادہ کیا جاتا ہے، آخری دور میں خلافتِ عثمانیہ کے نظامِ مملکت میں فقہِ حنفی کا کردار تاریخ کا حصہ ہے۔ بہر کیف یہ تمام کاوشیں اور کوششیں اس ذخیرہ کے مفید اور بارآور ہونے کا کافی ثبوت ہیں۔

دورِ جدید میں ملکی وعالمی قوانین کے جدید اسالیب رائج ہیں، اور اس تناظر میں ہمارے اکابر کی یہ فکر رہی ہے کہ بدلتے احوال کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ذخیرہ فقہ کو قانون کے جدید اسلوب میں ڈھال کر پیش کیا جانا چاہیے۔ والدِ ماجد محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر نے اس نوعیت کی بعض کاوشوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے، لیکن تقنین کے اس عمل کی نزاکت کی بنا پر اہلِ علم کے ایک مجموعے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ جو علومِ اسلامیہ میں مہارت کے پہلو بہ پہلو ملکی وعالمی قانون کے تعلق سے بھی ماہرانہ رائے رکھتے ہوں۔

ہماری جامعہ کے استاذ ورفیق دارالافتاء مفتی شعیب عالم صاحب زید مجدہم ان دونوں میدانوں کے راہی ہیں، انہوں نے اس حوالہ سے پیش نگاہ مجموعہ مرتب کیا ہے، جو اس سلسلہ کی ایک کڑی کی حیثیت رکھتا ہے، سردست انہوں نے "عائلی قوانین" (حصہ اول) کے عنوان سے نسب، رضاعت، حضانت، نکاحِ نابالغاں وبالغاں سے متعلق احکام کی دفعہ بندی کی ہے، جامعہ کے ترجمان ماہنامہ بینات کے شماروں میں یہ سلسلہ شائع ہوتا رہا، اور اب کتابی صورت میں پہلا حصہ شائع ہورہا ہے۔ کتاب کے بارے میں فنی پہلو سے دونوں میدانوں میں درک رکھنے والے اہلِ فن ہی رائے دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالی اس کوشش کو مفید اور ثمر آور بنائے، آمین!

سید سلیمان یوسف بنوری
رئیس الجامعہ

P.O Box: 3465 Karachi Code No. 74800, Phoe: (0092-21) - 34913570 - 34121152 - 34123366 - 34918314
Fax: (0092-21) - 34919531 Karachi Pakistan. URL: www.banuri.edu.pk , E-mail: info@banuri.edu.pk

تقریظ مفتی محمد انعام الحق قاسمی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Mufti Mohammad Inamul-haq Qasmy
Ustaze-Hadees & Mufti Darul-Ifta
Jamiat-ul-Uloom-il-Islamiyyah
Allama Banuri Town Karachi
Pakistan - 74800

مفتی محمد انعام الحق قاسمی
استاذ حدیث و مفتی دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

Ref. No: ____________ Date: ____________

الحمد لله وحده لا شريك له، والصلاة والسلام علي من لا نبي بعده، وعلى آله وصحبه الذين أوفوا عهده، أمابعد:

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے ہیں، جس نے آج کے اس علمی انحطاط کے دور میں بھی اپنے وعدہ کے مطابق اپنے دین کے ایسے باہمت و باصلاحیت محافظ، علم و عمل سے آراستہ، تحقیقی و تصنیفی ذوق سے سرشار، دین و شریعت کے خدمت گزار بندے تخلیق فرمار کھے ہیں جو امتِ مسلمہ کے مسائل کا خوب ادراک رکھتے ہیں اور ان کے حل کے لیے علمی خدمت و تگ و دو کو اپنا دینی فرض سمجھتے ہیں۔

ہمارے نہایت مہربان دوست اور رفیق کار، محترم جناب **مفتی شعیب عالم صاحب** اللہ تعالیٰ کے انہیں چنیدہ بندوں میں سے ایک ہیں، جن کی ایک اہم ترین وقت کی ضرورت کو پورا کرنے والی وقیع و قابل قدر علمی کاوش بنام "عائلی قوانین" تقریظ کے لیے اس وقت ہمارے سامنے ہے، جسے دیکھ کر جہاں طمانینت اور خوشی سے دل نہال ہے، وہیں دکھ و افسردگی سے پژمردہ بھی ہے۔

مسرت اس پر کہ وقت کی ضرورت کو سمجھنے اور پورا کرنے والے مستند اور قابل علماء گو کہ قلیل ہیں، لیکن اللہ کے فضل سے موجود ہیں، اور افسردگی و ملال اس پر کہ ان جیسے قابل قدر علماء و مفتیان کرام کی علمی کاوشوں سے استفادہ کرنے اور ان کے ذریعہ امتِ مسلمہ کے مسائل کو حل کرنے کے مجاز لوگ وار بابِ حل و عقد اس سے بالکل غافل اور ناقدرے ہیں۔

دنیا کی تاریخ میں اگر غور کیا جائے تو کوئی قوم اور کوئی دور ایسا نہیں، جس میں "قانون" کا تصور نہ ملتا ہو۔ (یہ الگ بات ہے کہ کہیں "الٰہی قانون" نظر آتا ہے، تو کہیں "انسانی قانون"!)

وجہ اس کی یہ ہے کہ: "قانون" انسان کی بنیادی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا تو اسے منظم و مرتب، بلا فساد و تعطل چلانے کے لیے "قانون" (شریعت) کو بھی ساتھ ہی نازل فرمایا، چنانچہ ہر دور میں، ہر قوم کی طرف مختلف انبیاء کرام قانون الٰہی لے کر مبعوث ہوتے رہے، جس نے عمل کیا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوا، اور منکر و بے عمل دنیا میں بھی رسوا ہوا اور آخرت کی ناکامی بھی اس کا مقدر ہوئی!

آخر میں ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کی ہدایت و فلاح کے لیے ایک جامع ترین، کامل و اکمل قانون حیات لے کر آئے، جسے ہم "شریعتِ اسلامیہ" کے نام سے جانتے ہیں!

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ: دنیا میں دو طرح کے قانون چلے آئے ہیں: "الٰہی قانون" اور "انسانی قانون"!

ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی انصاف پسند شخص اگر غور کرے، تو وہ ضرور اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ:

انسانی قانون خواہ کتنے ہی اخلاص کے ساتھ بنایا جائے مگر اس میں طبعی میلان اور ذاتی رجحان کا اثر ضرور آتا ہے، دوسری طرف انسانی علم و عقل نہایت ناقص ہے، وہ کبھی بھی پوری انسانیت تو کیا، ایک قوم یا ایک علاقے کے لیے بھی جامع اور کامل قانون نہیں دے سکتا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Mufti Mohammad Inamul-haq Qasmy
Ustaze-Hadees & Mufti Darul-Ifta
Jamiat-ul-Uloom-il-Islamiyyah
Allama Banuri Town Karachi
Pakistan - 74800

مفتی محمد انعام الحق قاسمی
استاذ حدیث و مفتی دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

Ref. No: ______________ Date: ______________

اس لیے قانون سازی کا حق صرف خالق کائنات کو حاصل ہے، جو تمام انسانوں کی نفسیات، مزاج اور ضرورتوں سے، میلان اور احساسات سے پوری طرح آگاہ ہے، وہی رب ہی ایسا قانون عطا فرما سکتا ہے، جو ہر قوم اور ہر عہد کی انسانیت کے لیے یکساں فائدہ مند ہو، اللہ تعالیٰ کے اسی عطیہ کا نام "اسلامی قانون" ہے۔

بہر حال یہ طے ہوا کہ: الٰہی قانون (شریعت) ہی انسانی معاشرے کو درست سمت پر چلانے کے لئے لازم وضروری ہے، اس الٰہی قانون کا سرچشمہ درحقیقت "کتاب اللہ" اور "سنتِ رسول" ہیں!

پھر انہی میں غور وفکر، اجتہاد واستنباط کر کے نت نئے مسائل کا حل نکالنے اور پھر انہیں مرتب ومدون کرنے کا کام اسلامی تاریخ کے ہر دور میں جاری رہا، جسے اہل علم کی زبان میں "فقہ" کہا جاتا ہے، چنانچہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ "فقہ اسلامی" ایک مکمل "قانونِ حیات" ہے، جس میں انسان کی ہر طرح کی ضرورت کے لیے رہنمائی موجود ہے، انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں، جس پر اس فقہ سے روشنی نہ پڑتی ہو، حتیٰ کہ اس میں تو قبل از ولادت اور بعد از موت کی تفصیلات بھی موجود ہیں! فقہاء فرماتے ہیں کہ: فقہ کی صورت میں موجود اس "اسلامی قانون" کا اگر تفصیلی تجزیہ کیا جائے، تو اسے آٹھ حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور یہ آٹھوں حصے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں!

ان آٹھ حصوں میں سے "عبادات" کے بعد سب سے اہم حصہ "فقه الأسرة" (عائلی قوانین) کا ہے، جس کے ذیل میں: نکاح، طلاق، رضاعت، حضانت، نفقات، حجر ووصیت، میراث اور ولایت کے احکام آتے ہیں۔

ان تمام موضوعات کے احکام کو فقہاء نے نہایت تفصیل کے ساتھ مستقل ابواب میں بیان فرمادیا ہے، آج کی قانونی زبان میں انہی مسائل (احوالِ شخصیہ) کو "پرسنل لاء" کہا جاتا ہے۔

یہ مسائل کتب فقہ میں فقہاء نے اپنی ترتیب کے مطابق "باب" "فصل" اور "کتاب" وغیرہ کی صورت میں عربی زبان میں مرتب کیے تھے اور ان میں عصرِ حاضر کی قانونی ترتیب نہیں تھی!

موجودہ قانونی، دفعاتی طرز واسلوب پر مسائل شریعت اور قوانین اسلامی کو مرتب کرنے کا اولین سہرا "سلطنتِ عثمانی" کے سر سجتا ہے، مؤرخین لکھتے ہیں کہ: سلطان ترکی نے وزیرِ انصاف کی سرکردگی میں سلطنت کے نامور علماء اور مفتیان کرام کا ایک "پینل" (بورڈ) تشکیل دیا، اور اسے جدید انداز میں فقہی مجموعہ ترتیب دینے کا حکم دیا تاکہ اُسے عدالتوں میں نافذ کیا جاسکے، چنانچہ اس بورڈ کے علماء نے 1258ھ تا 1293ھ مطابق 1869ء تا 1876ء تک تقریباً سات سال کی محنت شاقہ کے بعد ایک مجموعہ تیار کیا، جس کا نام "مجلة الأحكام العدلية" رکھا گیا، اس مجموعہ میں معاملات کے تمام ابواب مرتب کیے گئے اور ہر مسئلہ پر نمبر بھی ڈالے گئے، تاکہ دفعہ نمبر کے ذریعہ کم وقت میں مطلوبہ مسئلہ تک رسائی آسان ہو۔

اسی طرح "مجلة الأحكام العدلية" کے عنوان سے کام کرنے والوں میں محمد قدری پاشا [1237ھ-1306ھ/1821ء-1888ء] بھی ایک بہت بڑا نام ہے، جنہوں نے مذہب حنفی کے مطابق موجودہ قانونی اسلوب پر مختلف احکام شریعت (منجملہ جن کے "احوالِ شخصیہ" بھی تھے) کو

Mufti Mohammad Inamul-haq Qasmy

Ustaze-Hadees & Mufti Darul-Ifta
Jamiat-ul-Uloom-il-Islamiyyah
Allama Banuri Town Karachi
Pakistan - 74800

مفتی محمد انعام الحق قاسمی
استاذ حدیث ومفتی دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

Ref. No: ______________ Date: ______________

مرتب کیا، چنانچہ ان کی کتابوں: "مرشد الحيران إلى معرفة أحوال الإنسان"، "الأحكام الشرعية في الأحوال الشخصية" اور "قانون العدل و الإنصاف في مشكلات الأوقاف" کو "مرجع" کا درجہ دیا گیا۔

لیکن یہ سب وقیع کاوشیں عربی زبان میں ہیں، اردو دانوں کے لیے اور خاص طور پر عدل کی کرسی پر بیٹھنے والے موجودہ ججوں کے لیے ان سے استفادہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

دوسری طرف ستم یہ ہے کہ ہمارے وطن عزیز کی عدالتوں میں بہت سے قوانین اور ان میں سے بھی خاص طور پر عائلی قوانین انگریزوں کے بنائے ہوئے ہیں، اور ہمارے مسلم جج انہیں کے مطابق فیصلے کرنے پر مجبور ہیں، اور ستم بالائے ستم یہ کہ ہمارے ارباب حل وعقد نے کبھی کسی وقت ان فرسودہ قوانین میں ترمیم یا اصلاح کی کوشش کی بھی تو وہ بھی دین وشریعت سے متصادم اور قرآن وسنت کے خلاف ہی کی، اور اس پر علماء کرام نے جب آواز اُٹھائی اور اصلاح کی کوشش کی، تو ان کی آراء وتجاویز کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی!

اِدھر اس سے زیادہ افسوس ناک بلکہ خطرناک بات یہ ہے کہ ہمارے علماء کی جماعت کی طرف سے بھی شریعت کے ان اہم احکام کو موجودہ قانونی اسلوب پر وطن عزیز کی قانونی زبان اردو یا بین الاقوامی زبان انگریزی میں جامع اور کامل صورت میں مرتب کرنے کی کوئی قابل ذکر سعی نہیں کی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہماری عدالتیں علمِ دین وشریعت اور عربی زبان سے نابلد ہونے کی وجہ سے شریعت کے ان بنیادی واہم احکام سے استفادہ کرنے سے عاجز وقاصر ہیں، اور ہماری مسلم عوام انگریز کے قانون کے مطابق فیصلے کروانے پر مجبور ہے!

اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے رفیق محترم جناب مفتی شعیب عالم صاحب نے شریعت کے اس اہم ترین باب "عائلی قوانین" کے چند ابواب کو موجودہ عدالتی وقانونی اسلوب پر اردو زبان میں ڈھالنے اور مرتب کرنے کی سعی جمیل فرما کر ایک ایسے عظیم کام کی بنیاد ڈالی ہے جو عصر حاضر کی اہم ترین اور شدید ترین ضرورت ہے۔

ہم سراپا دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی موصوف کی اس محنت شاقہ کو قبول فرما کر انہیں اس کام کی تکمیل کی خاص ہمت وتوفیق نصیب فرمائیں، اس کا نفع عام و تام فرمائیں اور ارباب حل وعقد کو اس کی قدردانی اور اس کام سے استفادہ کی اور پھر ان شرعی قوانین کو عدالتوں میں رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائیں.

و صلى الله على نبيه الكريم و على آله و أصحابه الكريم، آمين-

کتبہ

محمد انعام الحق قاسمی
استاذِ حدیث ومفتی دار الافتاء
جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
1444/11/8ھ مطابق 2023/5/28ء

(ثبوتِ نسب کے متعلق قرآن وسنت پر مبنی قانون)

باب اول :... مبادیات

تمہید

ہرگاہ کہ قرینِ مصلحت ہے کہ ثبوتِ نسب سے متعلق قرآن وسنت کے احکامات، اُن پر مبنی فقہی اجتہادات وجزئیات کو عصری قوانین کے قالب میں ڈھالا جائے، تاکہ شریعت اور آئین کے اغراض ومقاصد میں سے تحفظِ نسل کا اہم مقصد حاصل ہو، باشندگانِ وطن میں سے ہرایک کی شناخت وپہچان، اس کے معاشرتی وقار اور سماجی حیثیت کا تعین ہو، عفت وعصمت کا تحفظ ہو، خاندان کا ادارہ مضبوط ومستحکم ہو، نسلِ انسانی کی بقا اور صحیح النسبی کی صورت میں مملکتِ خداداد کے ہرفرد کو وہ معاشرتی عزت ووقار اور جائز مقام ومرتبہ حاصل ہو، جس کا وہ انسانیت، شریعت اور آئین وقانون کی رو سے مستحق ہے، علی الخصوص تعینِ نسب کی وجہ سے قرابتوں اور رشتوں کی پہچان ہو اور ہر شخص اپنے ذمہ واجب الاداء فرائض اور قابلِ حصول حقوق سے آگاہ ہو، لہٰذا بذریعہ ہٰذا درج ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

دفعہ: 1 مختصر عنوان اور وسعت:

الف: یہ قانون قانونِ ثبوتِ نسب کہلائے گا۔

ب: یہ فقہ حنفی کے پیروکاروں پر لاگو ہوگا اور ریاستی سطح پر اس کا نفاذ اس تاریخ سے ہوگا جو آئین کے تحت مجاز فرد، ادارہ یا ہیئت جیسی صورت ہو، اس کے لیے تجویز کرے۔

دفعہ:2 تعریفات:

اس قانون میں تاوقتیکہ سیاق وسباق عبارت سے کچھ اور مطلب ومفہوم نہ نکلتا ہو، درج ذیل الفاظ کے وہی معنی لیے جائیں گے جو بذریعہ ہٰذا بالترتیب ان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں، یعنی:

(1) نکاح: مرد وزن کے مابین مخصوص شرعی شرائط کے تابع وجود میں آنے والا معاہدہ جس کے تحت فریقین کے مابین صنفی تعلقات روا، پیدا ہونے والی اولاد کا نسب درست اور باہم حقوق وفرائض عائد ہو جاتے ہیں۔

(2) نکاحِ صحیح: ایسا نکاح جو اپنے تمام ارکان اور ضروری شرائط کی بجا آوری کے ساتھ انجام دیا گیا ہو۔

(3) نکاحِ فاسد: وہ ہے جس میں صحتِ نکاح کی شرائط میں سے کوئی شرط یا شرائط مفقود ہوں، بالفاظِ دیگر جس میں صحتِ نکاح کی کسی شرط یا شرائط کی تعمیل نہ کی گئی ہو۔ قبل الدخول اس کا وہی حکم ہے جو نکاح باطل کا ہے۔

(4) نکاحِ باطل: جو از روئے شرع کالعدم اور سرے سے منعقد ہی نہ ہو۔ نکاحِ باطل نتیجے کے لحاظ سے بے اثر رہتا ہے اور اس سے فریقین کے درمیان کوئی ازدواجی حق قائم نہیں ہوتا۔

(5) شبہ: جو ثابت نہ ہو، مگر ثابت کے مشابہ ہو۔

(6) شبہۃ المحل: جو شبہ محل کو حلال قرار دینے والی دلیل کی بنا پر پیدا ہو، وہ ''شبہۃ المحل'' ہے۔ اس کو شبہ ملک، شبہ مملوک، شبہ حکمیہ بھی کہتے ہیں، اس کی مثال بیٹے کی باندی سے وطی کرنا ہے۔

(7) شبہۃ العقد: عقد صورۃً موجود ہو، لیکن حقیقۃً موجود نہ ہو، جیسے محارم سے نکاح کر کے وطی کی جائے۔

(8) شبہۃ الفعل: جس شخص پر حرمت اور حلت مشتبہ ہوجائے اور وہ اپنے قصورِ فہم کی بنا پر غیر دلیل کو جواز کی دلیل سمجھ کر ارتکاب کر بیٹھے۔ اس قسم کی مثالیں جیسے: طلاق بائن کی عدت میں بیوی سے صحبت کرنا، اسی طرح باپ کی یا زوجہ کی باندی سے جماع یا طلاق بالمال دینے کے بعد مطلقہ سے جماع کرنا، وغیرہ۔

(9) فراش: عورت ایک ہی شخص کے واسطے بچے پیدا کرنے کے لیے متعین ہو۔ نکاحِ صحیح میں ثبوتِ فراش کا مطلب ہے کہ استقرارِ حمل کے وقت زن وشو میں زوجیت کا رشتہ قائم تھا، اس لیے عقدِ نکاح سے فراش کا بھی تعین ہوجاتا ہے اور حمل کے لیے نقطۂ آغاز بھی قرار پاتا ہے۔

نکاحِ فاسد میں مفتیٰ بہ قول کے مطابق فراش کا تحقق، ''دخول'' سے ہوتا ہے، اس لیے حمل کی مدت بھی دخول کے بعد محسوب ہوتی ہے۔

(10) ولدالملاعنۃ: وہ بچہ جس کی ولدیت لعان کی کارروائی کے سبب مجاز عدالت نے باپ سے قطع کردی ہو۔

(11) عدت: نکاح کے آثار کے خاتمے کے لیے شریعت نے عورت کے واسطے جو مدت مقرر کی ہے، اس کا نام ''عدت'' ہے یا نکاح یا شبہ نکاح کے زوال کے بعد عورت کا ایک مدت تک انتظار کرنا ''عدت'' کہلاتا ہے۔

(12) مراہقہ: قریب البلوغ لڑکی جس سے جماع ممکن ہو۔

(13) مراہق: قریب البلوغ لڑکا، جو بلوغ کی اقل مدت کو پہنچ چکا ہو، مگر بلوغ کی کوئی علامت نہ پائی جاتی ہو۔ بلوغت کی اقل مدت لڑکی کے لیے نو سال، لڑکے کے لیے بارہ سال اور اکثر مدت دونوں کے لیے پندرہ سال ہے۔

(14) کبیرہ: بالغہ لڑکی مراد ہے۔

(15) آیسہ: جس کو صغر سنی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا پاکی کے ایام کی طوالت کی وجہ سے، شریعت اس کو بحکمِ آیسہ گردانتی ہو۔

(16) مدخولہ: جس عورت سے اس کے شوہر نے حقیقی طور پر صحبت کی ہو۔

(17) غیر مدخولہ: جس عورت سے اس کے شوہر نے حقیقی صحبت نہ کی ہو، اگرچہ خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہو۔

(18) بینونت: رشتۂ نکاح کا منقطع ہونا مراد ہے۔

(19) بینونتِ صغریٰ: قطع زوجیت کی ایسی صورت جس میں بدون حلالۂ شرعیہ صرف تجدیدِ نکاح سے رشتۂ زوجیت بحال ہو سکتا ہو۔

(20) بینونتِ کبریٰ: جس میں حلالۂ شرعیہ کے بغیر بائنہ سے تجدیدِ نکاح ممکن نہ ہو۔

(21) حرمتِ غلیظہ: بینونتِ کبریٰ کی مترادف اصطلاح ہے۔

(22) رجعت: معتدہ کو لوٹا لینا خواہ قولاً ہو یا فعلاً اور شوہر نے رجعت پر گواہان قائم کیے ہوں یا نہ کیے ہوں۔ رجعت معتدہ کے فعل سے بھی ممکن ہے۔

(23) طلاقِ رجعی: وہ طلاق مراد ہے جس میں رجعت ممکن ہو۔

(24) طلاقِ بائن: ایسی طلاق جس کے اثر سے رشتۂ ازدواج ختم ہو جائے اور مطلقہ نکاح سے نکل جائے۔

(25) معتدہ بائنہ: جو عورت طلاقِ بائن کی عدت میں ہو۔

(26) معتدہ رجعیہ: جو عورت طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو۔

(27) معتدۃ الوفات: جو عورت شوہر کی وفات کی عدت گزار رہی ہو۔

(28) صریح طلاق: جو طلاق نیت کی محتاج نہ ہو، خواہ صریح ہو یا کنایہ۔

(29) اقرار: کسی دوسرے کے حق کے اپنے ذمہ واجب ہونے کی خبر دینے کو ''اقرار'' کہتے ہیں۔ جو شخص اقرار کرے اُسے ''مُقِر''، جس کے متعلق کسی حق کا اقرار کیا جائے، اسے ''مقر لہ''، اور جس حق کا اقرار کیا جائے اُسے ''مقر بہ'' کہتے ہیں۔

(30) بینہ: کسی معاملے کے ثبوت کے ذریعہ کو ''بینہ'' کہتے ہیں۔

(31) لعان: ایسی چار گواہیاں جو قسموں سے مؤکد ہوں، شوہر نے اپنی پانچویں گواہی میں اپنے اوپر لعنت بھیجی ہو اور عورت نے اپنے اوپر غضب کی بددعا کی ہو، شوہر کے حق میں یہ گواہیاں حدِ قذف کے قائم مقام ہیں اور بیوی کے حق میں حدِ زنا کے قائم مقام ہیں۔

(32) ولد الزنا: زنا کے سبب جس بچہ کی ولادت ہوئی ہو۔

(33) مجہول النسب: جس شخص کا نسب معلوم نہ ہو، مگر ضروری نہیں کہ وہ ولد الزنا بھی ہو۔

(34) قابلہ: دائی/ جنائی

(35) کامل شہادت: دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ''کامل شہادت'' ہے۔

(36) مرض الموت: ایسا مرض جس میں موت کا گمان غالب ہو اور سال گزرنے سے قبل مریض کی موت واقع ہو جائے، طویل المدت امراض اس وقت مرض الموت شمار ہوں گے جب ان کی شدت میں مسلسل اضافہ ہو۔

(37) متارکت: نکاحِ فاسد میں زوجین کا یا دونوں میں سے کسی ایک کا دوسرے سے جدا ہونا مراد ہے، اگرچہ جدائی دوسرے فریق کی غیر موجودگی میں ہو، اور خواہ زوجہ مدخولہ ہو یا غیر

مدخولہ، تاہم مدخولہ ہونے کی صورت میں زبان سے علیحدگی کا اظہار ضروری ہے اور غیر مدخولہ ہونے کی صورت میں علیحدگی کا عزم بھی کافی ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق زوجہ خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، دونوں ہی صورتوں میں زبان سے جدائی کا اعلان ضروری ہے۔

(38) تفریق: مجاز عدالت کا نکاحِ فاسد کی صورت میں ''زوجین کے درمیان علیحدگی کر دینا'' مراد ہے۔

(39) باکرہ: جس کے ساتھ بذریعہ نکاح یا زنا کسی مرد نے صحبت نہ کی ہو، اگرچہ کھیل کود یا مرض کے سبب اس کی بکارت زائل ہوگئی ہو۔

دفعہ 3۔نسب کی تعریف:

نسب اس شرعی تعلق کا نام ہے جو قرابت کے سبب والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔

دفعہ 4۔نسب کے نتائج واثرات:

قیامِ نسب کے ساتھ ہی فریقین پر حقوق وذمہ داریاں عائد ہوجاتی ہیں، جن میں وراثت، ولایت، حضانت، رضاعت، کفالت اور قرابت وغیرہ کے حقوق وفرائض شامل ہیں۔

دفعہ 5۔نسب کے مراتب:

(1) نکاح صحیح میں نومولود کا نسب بغیر دعوی کے ثابت ہوگا اور بجز لعان کے نفی سے منتفی بھی نہ ہوگا۔

(2) نکاحِ فاسد میں لعان کے طریقے سے بھی نسب کی نفی ممکن نہیں، یہی حکم اُمِ ولد کا بھی ہے، البتہ محض نفی سے نسب منتفی ہو جائے گا۔

(3) باندی سے نسب بدون دعویٰ کے ثابت نہ ہوگا۔

دفعہ 6-نسب کی تحویل و تنسیخ:

نسب، بعداز ثبوت، نا قابلِ انتقال وابطال اور نا قابلِ تحویل و تنسیخ ہے۔

دفعہ 7-نسب کا جھوٹا دعویٰ، اقرار یا انکار:

نسب کا جھوٹا دعویٰ، اقرار یا انکار از روئے شرع حرام ہے۔

بابِ دوم :... ثبوتِ نسب

دفعہ 8- مادری نسب کا قیام:

مادری نسب کے قیام کا انحصار محض کسی عورت سے ثبوتِ ولادت پر ہے۔

توضیح: مادری نسب وہ ہے جو فقط ماں سے ثابت ہو۔

دفعہ 9- حمل کی مدت:

حمل کی اقل مدت چھ ماہ، غالب مدت نو ماہ اور اکثر مدت دو سال ہے۔

دفعہ 10- ثبوتِ نسب کے ذرائع:

ثبوتِ نسب کے ذرائع تین ہیں:

(1) نکاح

(2) بینہ

(3) اقرار

توضیح: نکاح خواہ صحیح ہو یا فاسد، مگر باطل نہ ہونا چاہیے۔

باب سوم :... نکاحِ صحیح وفاسد کی صورت میں ثبوتِ نسب

فصل اول: نکاحِ صحیح

دفعہ-11 نکاحِ صحیح کی صورت میں ثبوتِ نسب:

(1) جو بچہ جائز زوجیت کے زمانہ میں تولّد ہو، وہ صحیح النسب قرار پائے گا، اگرچہ باپ اس کے نسب کا اقرار یا اعتراف نہ کرے یا خاموش رہے، بہ شرط یہ کہ:

الف:- بچہ نکاح سے چھ ماہ یا اس سے زائد مدت میں تولّد ہوا ہو۔

ب:- بچہ کو شوہر سے قرار دینا ممکن ہو بایں طور کہ وہ بالغ یا مراہق ہو۔

ج:- زوجین کا ملاپ متصور ہو۔

درج بالا شرائط کی موجودگی میں نسب سے انکار بجز لعان کے کسی اور صورت میں ممکن نہ ہوگا۔

(2) جو بچہ نکاح سے چھ ماہ کے اندر پیدا ہو، وہ ثابت النسب نہیں قرار پائے گا، مگر یہ کہ زنا کی صراحت کیے بغیر شوہر اس کے نسب کا دعویٰ کرے۔

دفعہ-12 معتدہ رجعیہ سے ثبوتِ نسب:

(1) جو عورت طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو، خواہ عدت حیض سے ہو یا مہینوں سے، بہ شرط یہ کہ:

الف:- مراہقہ نہ ہو۔

ب:- عدت گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو۔

اگر طلاق کے بعد دو سال یا اس سے زیادہ مدت گزرنے کے بعد بچہ جنم دے تو: نسب ثابت سمجھا جائے گا، خواہ دو سال سے مدت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، اور بچہ کی ولادت اس امر کا ثبوت ہوگا کہ شوہر رجوع کر چکا ہے۔

اگر طلاق کے بعد دو سال کے اندر بچہ کو جنم دے تو نسب ثابت ہوگا، تاہم ولادت سے عدت اختتام پذیر ہو جائے گی۔

(2) مطلقہ رجعیہ کبیرہ اگر عدت گزرنے کا اقرار کرتی ہے اور مدت بھی اس لائق ہے، تو ثبوتِ نسب کے واسطے لازم ہوگا کہ:

ولادت اقرار کے بعد چھ ماہ سے پیشتر مگر طلاق کے بعد دو سال کے اندر ہو، بنا بریں:

جو بچہ اقرار کے چھ ماہ بعد پیدا ہو وہ ثابت النسب نہیں کہلائے گا خواہ بچے کی ولادت طلاق کے چھ ماہ کے اندر ہوئی ہو، یا چھ ماہ سے زیادہ اور دو سال کے اندر ہوئی ہو، یا دو سال یا اس سے زیادہ مدت میں ولادت ہوئی ہو۔

شرط: عدت گزرنے کا اقرار دو شرطوں کی رعایت سے قابل قبول ہوگا:

الف:- مدت اس لائق ہو کہ اس میں عدت گزر سکتی ہو۔

ب:- اقرار عدت گزرنے کے فوراً بعد ہو۔

توضیح: عدت کی اقل مدت حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اُنتالیس یوم اور صاحبینؒ کے نزدیک ساٹھ یوم ہے۔

فصل دوم:-نکاحِ فاسد

دفعہ 13-نکاحِ فاسد کی صورت میں ثبوتِ نسب:

(1) نکاحِ فاسد میں متارکت یا تفریق سے پہلے جو اولاد پیدا ہو وہ شوہر کے اقرار یا تصدیق کے بغیر بھی صحیح النسب قرار پائے گی اور لعان سے بھی ان کا نسب منتفی نہ ہوگا، مگر شرط یہ ہے کہ:

الف:-دخول کے بعد اقل مدتِ حمل گزر چکی ہو۔

ب:-شوہر بالغ یا مراہق ہو۔

ج:-زوجین میں عدم یکجائی کا ثبوت نہ ہو۔

دخول کے بعد چھ ماہ سے کم مدت میں ولادت کی صورت میں نومولود ثابت النسب نہیں قرار پائے گا، اگر چہ عقد کے بعد چھ ماہ گزر چکے ہوں، ماسوا اس صورت کے کہ شوہر دعوائے نسب کرے، مگر شرط ہوگا کہ زنا کی تصریح نہ کرے۔

(2) جو اولاد نکاح کی تنسیخ بذریعہ متارکت یا تفریق کے بعد اکثر مدتِ حمل کے اندر پیدا ہو، وہ صحیح النسب کہلائے گی۔

دفعہ 14-شبہ کی صورت میں ثبوتِ نسب:

جو بچہ محل یا عقد کے شبہ میں وطی کے نتیجے میں پیدا ہو وہ واطی سے ثابت النسب کہلائے گا، جب کہ واطی اس کے نسب کا دعویٰ کرے۔

اگر وطی فعل کے شبہ کی بنا پر ہو تو اولاد غیر صحیح النسب کہلائے گی، مگر یہ کہ کوئی شبِ زفاف میں اپنی حقیقی زوجہ کے گمان میں کسی اجنبیہ سے وطی کر لے، جب کہ اسے باور کرایا گیا ہو کہ وہ اس کی حقیقی زوجہ ہے۔

بابِ چہارم :... ثبوتِ نسب درصورتِ تفریق

دفعہ 15-معتدہ جوعدت گزرنے کااقرارکرتی ہو:

معتدہ جوعدت گزرنے کااقرارکرتی ہو،خواہ،

مدخولہ ہو یاغیرمدخولہ،

مراہقہ ہو یا کبیرہ،

عدت نکاح صحیح کی ہو یافاسد کی،

عدت طلاق کی ہو یاوفات کی یاکسی یگرشرعی سبب تنسیخ کی بناپرہو،

اگرطلاق کی عدت ہوتوطلاق رجعی ہو یابائن،

اگرطلاق بائن ہوتو بینونتِ صغریٰ ہو یا کبریٰ،

اگرطلاق یاوفات یاتنسیخ جیسی صورت ہو،کے بعد چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوتو وہ ثابت النسب کہلائے گا،مگرشرط ہوگا کہ:

(1) مدت اس قدرہوکہ جس میں عدت گزرسکتی ہو۔

(2) عدت گزرنے کااقرارفوری ہو۔

استثناء: آیسہ اگرعدت گزرنے کااقرارکرے اورپھردوسال سے کم مدت میں بچہ کوجنم دےتونومولود کانسب ثابت ہوگا۔

دفعہ 16–معتدہ بائنہ سے ثبوتِ نسب:

(1) انقطاعِ زوجیت کے بعد، ثبوتِ نسب درج ذیل شرائط کے ساتھ مشروط ہوگا:

الف:– بچہ دوسال یا اس سے کم مدت میں تولد ہوا ہو۔

ب:– عورت مدخولہ ہو۔

ج:– معتدہ عدت گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو۔

استثناء: جڑواں بچوں کی پیدائش کی صورت میں اگر ایک بچہ مدتِ حمل کے اندر پیدا ہو تو دونوں بچے ثابت النسب کہلائیں گے۔

دوسال سے زائد مدت میں ولادت سے بچہ ثابت النسب نہیں کہلائے گا، مگر یہ کہ شوہر نسب کا دعویٰ کرے، بہ شرط یہ کہ زنا کی تصریح نہ کرے، عورت کی تصدیق کی ضرورت نہ ہوگی۔

(2) معتدہ عدت گزرنے کا اقرار کرتی ہے تو:

قطعِ زوجیت کے چھ ماہ سے کم مدت میں ولادت کی صورت میں بچہ کا نسب باپ سے قائم ہوگا۔ چھ ماہ یا اس سے زائد مدت کی صورت میں جوازِ نسب قائم نہ سمجھا جائے گا، خواہ ولادت:

الف:– انقطاعِ نکاح کے دوسال کے اندر ہو۔

ب:– دوسال سے کم مدت میں ہو۔

ج:– چھ ماہ کی مدت میں ہو۔

دفعہ 17–بیوہ سے ثبوتِ نسب:

(1) بیوہ، بہ شرط یہ کہ:

الف:-مراہقہ نہ ہو۔

ب:-عدتِ وفات گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو۔

اگر شوہر کی تاریخ وفات کے بعد دو سال کے اندر بچہ جنم دے تو بچہ صحیح النسب کہلائے گا۔

اگر بیوہ شوہر کی وفات کے بعد دو سال سے زائد مدت میں بچہ جنم دے تو وہ ثابت النسب نہیں کہلائے گا، مگر یہ کہ میت کے ورثاء نسب کا دعویٰ کریں۔

(2) بیوہ عدت گزرنے کا اقرار کرتی ہو تو ثبوتِ نسب کے لیے لازم ہے کہ:

الف:-بچہ اقرار کے بعد چھ ماہ کے اندر پیدا ہو۔

ب:-شوہر کی تاریخ وفات سے دو سال کے اندر پیدا ہو، بنابریں:

اگر اقرار کے پورے چھ ماہ بعد یا چھ ماہ سے زیادہ مدت میں بچہ کی پیدائش ہوئی تو جوازِ نسب قائم نہ ہوگا، خواہ، ولادت:

وفات کے بعد دو سال کے اندر ہو۔

کامل دو سال میں ہو۔

دو سال سے زائد مدت میں ہو۔

توضیح: شق اول کی ذیلی شق ب میں اگر نسب کی تصدیق کرنے والے ورثاء اہل شہادت ہوں تو نسب تمام لوگوں کے حق میں ثابت سمجھا جائے گا، اگر اہلِ شہادت نہ ہوں تو صرف مقرین کے حق میں نسب ثابت ہوگا۔

دفعہ 18-مراہقہ سے ثبوتِ نسب:

(1) مراہقہ اگر مدخولہ نہ ہو تو:

الف:- چھ ماہ سے کم مدت میں ولادت سے بچہ ثابت النسب ہوگا۔

ب:- چھ ماہ یا اس سے زیادہ مدت میں ولادت کی صورت میں بچہ ثابت النسب نہیں ہوگا۔

(2) مراہقہ اگر مدخولہ ہو اور عدت گزرنے کا اقرار کرے تو:

الف:- اقرار کے بعد چھ ماہ کے اندر پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب ہے۔

ب:- چھ ماہ یا اس سے زائد میں پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب نہیں ہے۔

(3) مراہقہ اگر عدت گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو تو:

الف:- اگر حمل کا دعویٰ ہو تو کبیرہ کا حکم رکھتی ہے۔

ب:- اگر حمل کا دعویٰ نہ ہو تو طلاق کے بعد نو ماہ سے پہلے بچہ پیدا ہو تو ثابت النسب ہے، ورنہ نہیں۔

دفعہ 19- ثبوتِ نسب وولادت اور تعیینِ ولادت میں اختلاف:

(1) زمانۂ زوجیت کے قیام کی حالت میں شوہر:

الف:- نسب کی تصدیق کرے، یا

ب:- سکوت برتے، بہر دو صورت نسب ثابت ہے۔

اگر شوہر نسب کا انکار کرے تو:

الف:- نکاح صحیح کی صورت میں بجز لعان، نسب کی نفی کا اور کوئی طریقہ نہیں۔

ب:- نکاحِ فاسد کی صورت میں انکارِ نسب کے لیے لعان کا عمل بھی مؤثر نہیں۔

(2) حالتِ قیامِ نکاح میں اگر شوہر بچہ کی ولادت کا انکار کرے تو ایک آزاد، عاقلہ، بالغہ اور مسلمان عورت کی گواہی، خواہ، دایہ ہو یا کوئی اور ہو، یا

ایک ایسے عادل مرد کی گواہی جس نے بوقتِ ولادت دانستہ نگاہ نہ ڈالی ہو، ثبوتِ ولادت کے واسطے کافی ہے۔

(3) معتدہ رجعیہ اگر:

عدت کے اختتام پذیر ہونے کی مدعیہ نہ ہو، اور دو سال سے زائد مدت میں بچہ جنم دے، اور شوہر بچے کی ولادت کا انکار کرے تو ذیلی شق ۲ کے احکام کے بموجب عمل درآمد ہوگا۔

(4) انقطاعِ زوجیت کی صورت میں خواہ انقطاع:

الف:- طلاق بائن کی وجہ سے ہو، یا

ب:- شوہر کی وفات کی وجہ سے ہو، یا

ج:- کسی اور شرعی سببِ فسخ کی بنا پر ہو۔

اگر معتدہ مدتِ حمل میں ولادت کی مدعیہ ہو اور شوہر یا اس کے ورثاء منکر ہوں، تو ثبوتِ ولادت کے واسطے کامل شہادت درکار ہوگی، مگر یہ کہ شوہر نے حمل کا اعتراف کیا ہو، یا حمل کا ہونا بالکل واضح ہو۔

(5) اگر شوہر نومولود کی ولادت کا معترف ہو مگر تعیین اور شناخت میں اختلاف کرے تو ایک آزاد، عاقلہ، بالغہ عورت کی گواہی درکار ہوگی، جب کہ صاحبین کے نزدیک درج بالا تمام صورتوں میں ایک عورت کی یا ایک مرد کی جس نے دانستہ نگاہ نہ ڈالی ہو، کافی ہے۔

توضیح: ظہورِ حمل سے مراد یہ ہے کہ حاملہ چھ ماہ سے قبل بچہ جن دے، دوسرا قول یہ ہے کہ حمل کی علامات اس قدر ظاہر ہوں کہ اس سے حمل کا غلبۂ ظن ہو جائے۔

بابِ پنجم :...اقرار

فصلِ اول:-براہِ راست اقرار

دفعہ 20-مرد کی طرف سے اقرارِ ولدیت:

(1) کسی مرد کی طرف سے اقرارِ ولدیت سے قیامِ نسب متذکرہ ذیل شرائط کے ساتھ مشروط ہوگا:

الف:-فریقین کے عمریں ایسی ہوں کہ اقرار کنندہ مقرلہٗ کا باپ ہوسکتا ہو۔

ب:-مقرلہٗ مجہول النسب ہو۔

ج:-ولدیت کا اقرار زنا کی تصریح کے ساتھ نہ ہو۔

د:-اقرار کو مقرلہٗ نے مسترد نہ کیا ہو، جب کہ وہ سمجھ دار ہو۔

ھ:-اقرارِ نسب متنازع نہ ہو، مثلاً: کوئی اور شخص بھی مقرلہٗ کے نسب کا مدعی نہ ہو۔

و:-مقرلہ حیات ہو، مگر یہ کہ اس کی کوئی اولاد ہو تو فوت شدہ شخص کے متعلق بھی اقرارِ ولدیت درست ہوگا۔

ز:-کوئی ایسا منفی قرینہ قائم نہ ہو جس کی بنا پر مقرلہٗ، مقر کی جائز اولاد نہ ہوسکتا ہو۔

شرائط بالا کی موجودگی میں جواز نسب قائم ہوگا، خواہ، مقرلہ لڑکا ہو یا لڑکی، اور خواہ مقر مرضِ وفات کے اندر ہی مبتلا کیوں نہ ہو، اقرارِ ولدیت کے اثر سے فریقین کے درمیان شرعی حقوق اور ذمہ داریاں پیدا ہوں گی، مقرلہ مقر کے ورثاء کے ساتھ وراثت میں شریک ہوگا، اگر چہ مقر کے ورثاء مقرلہ کے نسب کا انکار کریں۔ مقرلہٗ مقر کے باپ سے بھی حصۂ رسدی کا مستحق ہوگا، اگر چہ وہ مقرلہٗ کے نسب کا انکار کرتا ہو۔

(2) اگر کوئی عورت مقر کی وفات کے بعد بایں طور مدعیہ ہو کہ وہ مقر کی زوجہ ہے اور مقرلہ مقر سے اس کی جائز اولاد ہے تو شرائط ذیل کی موجودگی میں وہ بھی مقر کی وارثہ قرار پائے گی:

الف:- مدعیہ کا مقرلہٗ کی ماں ہونا مشہور و معروف ہو۔

ب:- مدعیہ کا مسلمان ہونا مشہور و معروف ہو۔

ج:- مدعیہ اصلاً آزاد ہو یا مقرلہٗ کی ولادت سے دو سال پیشتر آزاد ہو چکی ہو۔

اگر مقر کے ورثاء انکار کریں کہ مدعیہ:

مقر کی زوجہ نہ ہے، یا

مقرلہٗ کی والدہ نہ ہے، یا

مقر کی وفات کے وقت وہ مسلمان نہ تھی تو مدعیہ مقر کی وارثہ نہیں قرار پائے گی،

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب کہ:

مدعیہ کا آزاد ہونا، یا

مقرلہٗ کی ماں ہونا، یا

مسلمان ہونا معلوم نہ ہو، اگر چہ مقر کا کوئی وارث اختلاف نہ کرتا ہو، مگر یہ کہ مدعیہ شہادت کے ساتھ امرِ متنازع ثابت کردے۔

استثناء: ولد الملاعنہ کا دعویٰ نسب اور ملاعن کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اس کے نسب کا الحاق جائز نہ ہوگا۔

توضیح: ولد الملاعنہ کا استثناء شق نمبر 1 کی ذیلی شق ب سے ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ملاعن کے حینِ حیات امکان رہتا ہے کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے اپنے اس دعوی کو جھٹلا دے کہ بچہ اس کا نہیں ہے۔

دفعہ 21۔عورت کی طرف سے اقرارِ ولدیت:

(1) اگر کوئی عورت جو نہ کسی کی منکوحہ ہو اور نہ معتدہ، اور کسی کے متعلق اقرارِ ولدیت کرے تو شرط ہوگا کہ:

الف:۔فریقین کے عمریں ایسی ہوں کہ اقرار کنندہ عورت مقرلہٗ کی ماں ہوسکتی ہو۔

ب:۔مقرلہٗ کا مادری نسب مجہول ہو۔

ج:۔ولدیت کا اقرار زنا کی تصریح کے ساتھ نہ ہو۔

د:۔اقرار کو مقرلہٗ نے قبول کیا ہو، بہ شرط یہ کہ وہ تصدیق کا اہل ہو، مثلاً ممیز ہو، اگر مقرلہٗ تصدیق کا اہل نہ ہو تو پھر تصدیق شرط نہ ہوگی۔

ھ:۔اقرارِ نسب متنازع نہ ہو، مثلاً: کوئی اور عورت مقرلہٗ کی ماں ہونے کی دعوے دار نہ ہو۔

و:۔کوئی ایسا منفی قرینہ قائم نہ ہو جس کی بنا پر مقرلہٗ مقر کی جائز اولاد نہ ہوسکتا ہو۔

(2) الف:۔ جو کوئی عورت کسی کی منکوحہ ہو اور اقرار کرے کہ کوئی بچہ اس کے شوہر سے

اس کی جائز اولاد ہے اور شوہر تصدیق کرے تو مقرلہٗ کا نسب مدعیہ اور اس کے شوہر دونوں سے قائم سمجھا جائے گا، اگر شوہر انکار کرے تو شہادت کی اہلیت رکھنے والی ایک عورت کی گواہی، خواہ دایہ ہو یا کوئی اور، یا ایک عادل مرد کی گواہی کافی ہوگی۔

ب:- یہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ جب کوئی عورت طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو اور اکثر مدتِ حمل گزرنے کے بعد بچے کو جنم دے۔

(3) اگر کوئی عورت کسی کی منکوحہ ہو اور اقرار کرے کہ کوئی بچہ اس کے شوہر کے علاوہ کسی اور سے اس کی اولاد ہے تو شق ۲ کے احکام کے تحت عمل درآمد ہوگا، تاہم شوہر کی تصدیق کی ضرورت نہ ہوگی۔

(4) جو کوئی عورت قطعِ زوجیت کے بعد کسی بچے کے متعلق اقرارِ ولدیت کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کامل گواہی درکار ہوگی، جب کہ صاحبینؒ کے نزدیک شہادت کی اہلیت رکھنے والی ایک عورت کی گواہی کافی ہوگی۔

توضیح (1) شق ۲ میں مذکور انقطاعِ زوجیت خواہ بوجہ طلاقِ بائن ہو یا بسبب وفاتِ شوہر ہو یا کسی اور شرعی سببِ تنسیخ کی بنا پر ہو۔

توضیح (2) شق ۲ کی ذیلی شق ب کا حکم مثلِ منکوحہ اس لیے ہے کہ احناف کے نزدیک اگر معتدہ رجعیہ اکثر مدتِ حمل کے بعد بچہ جنم دے اور وہ عدت گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو تو ولادتِ رجعت کہلاتی ہے، اس لیے یہ عورت بمنزلہ منکوحہ کے ہے اور منکوحہ اپنا دعویٰ ایک عورت کی شہادت سے ثابت کرسکتی ہے۔

دفعہ 22-پدری اور مادری رشتہ کا اقرار:

جو کوئی مجہول النسب لڑکا یا لڑکی، کسی مرد کے متعلق اپنے باپ ہونے کا اقرار کرے اور:

(1) ظاہری حالات و واقعات سے اقرار کی تکذیب نہ ہوتی ہو،

(2) اقرار کنندہ کا باپ معروف نہ ہو،

(3) اقرار کنندہ زنا کے سبب اس مرد کو اپنا باپ قرار نہ دیتا ہو،

(4) کوئی منفی قرینہ اقرار کی تکذیب پر قائم نہ ہو،

(5) اور وہ مرد جس کے متعلق اقرار کیا گیا ہے، تصدیق کرتا ہو، تو مقر اور مقرلہٗ کے مابین پدری اور فرزندی کا رشتہ ثابت قرار پائے گا اور اس رشتے کے حقوق وفرائض دونوں پر عائد ہوں گے۔

اگر مقرلہٗ انکار کرے تو اقرار کے ثبوت کے لیے کامل شہادت درکار ہوگی اور اگر مقر شہادت گزارنے سے قاصر رہے تو مقرلہٗ کا انکار حلف کے ساتھ معتبر ہوگا۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ جب کوئی لڑکا یا لڑکی کسی عورت کے متعلق مادری رشتہ کا اقرار کرے۔

فصل دوم:-بالواسطہ اقرار

دفعہ 23-اُخوت کا اقرار:

جو کوئی عاقل و بالغ شخص اپنے والد کی وفات کے بعد کسی مجہول النسب شخص کے متعلق اپنے بھائی ہونے کا اقرار کرے اور میت کے دیگر ورثاء انکار کریں تو اقرار کا اثر صرف مقر کی ذات تک محدود رہے گا اور مقرلہٗ، مقر کے حصۂ وراثت میں نصف حصے کا مستحق ہوگا۔

شرط: پدری اور مادری رشتہ کے اقرار کی جو شرائط ہیں، وہ لاگو ہیں۔

بابِ ششم :... بینہ

دفعہ 24-ثبوتِ نسب بذریعہ بینہ:

(1) پدری، مادری، فرزندی اور برادرانہ قرابت کو دو عادل مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی شہادت سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

(2) پدری رشتہ کو کسی دوسرے حق کے ضمن میں شامل کیے بغیر براہ راست ثابت کیا جا سکتا ہے، جب کہ مدعیٰ علیہ حیات اور حاضر ہو۔

اگر مدعیٰ علیہ حیات نہ ہو تو قرابت کا اثبات کسی دوسرے حق کے ضمن شامل کیے بغیر ممکن نہیں۔

(3) اخوت اور عمومت وغیرہ دور کی قرابتوں کو بہرصورت کسی دوسرے حق کے ضمن میں ثابت کیے جانا ضروری ہے۔

دفعہ 25-شہادت کے ذریعہ نقضِ نسب:

ثبوتِ نسب اگر بذریعہ بینہ ہو اور مجاز عدالت اس کی ڈگری بھی صادر کر چکی ہو تو بھی مخالف شہادت کے ذریعے اس کا نقض جائز ہے۔

دفعہ 26-تسامع کی بنا پر شہادتِ نسب:

اگر کسی کا نسب عام لوگوں میں مشہور و معروف ہو تو اس کے نسب کی گواہی دینا جائز ہے۔

بابِ ہفتم :... عمومی احکام

دفعہ 27–زنا سے عدمِ ثبوتِ نسب:

زنا سے ثبوتِ نسب نہ ہوگا، اگرچہ مرد وعورت اس کا اقرار کرتے ہوں، مگر یہ کہ زانی زنا کی تصریح کیے بغیر نسب کا دعوی کرے۔

دفعہ 28–حاملہ مزنیہ سے ثبوتِ نسب:

(1) کسی عورت کو زنا سے حمل قرار پائے اور پھر زانی اسی مزنیہ سے نکاح کرے اور نکاح سے چھ ماہ یا اس سے زیادہ مدت میں بچہ تولد ہو تو وہ ثابت النسب قرار پائے گا اور شوہر کو نسب کی نفی کا حق نہ ہوگا۔

(2) اگر بچے کی ولادت نکاح کے بعد چھ ماہ سے پیشتر ہو تو شوہر سے اس کا نسب ثابت نہیں قرار پائے گا بجز یہ کہ شوہر ثبوتِ نسب کا دعوی کرے اور یہ صراحت نہ کرے کہ بچہ زنا کے تعلق کے باعث کے تولد ہوا ہے۔

دفعہ 29–نامعلوم النسب اور ولدالزنا مترادف تعبیریں نہیں:

جو شخص ثابت النسب نہ ہو، ضروری نہیں کہ وہ ولدالزنا ہو۔

دفعہ 30–متبنّٰی کی تعریف:

کوئی معروف النسب یا مجہول النسب شخص جس کو اس کے حقیقی والد کے علاوہ کسی اور نے

حقیقی اولاد کی طرح بنالیا ہو، متبنّٰی کہلاتا ہے۔

دفعہ 31۔ متبنّٰی کا حکم:

متبنّٰی کو حقیقی اولاد کا درجہ دینا از روئے شرع باطل ہے، لہٰذا متبنّٰی اور متبنِی کے ایک دوسرے پر پدری اور فرزندی کے حقوق و فرائض واجب نہ ہوں گے اور دونوں کا تبنّیت سے قبل کا رشتہ برقرار رہے گا۔

دفعہ 32۔ ثبوتِ نسب میں قبضہ اور بینہ میں سے کون سا مقدم ہے:

الف:- ایک شخص اپنے زیرِ تحویل بچے کے نسب کا مدعی ہے، مگر دوسرا شہادت قائم کر لیتا ہے تو دوسرے کا حق برتر ہے۔

ب:- اگر دونوں گواہ قائم کر لیں تو قابض کا حق مقدم ہے۔

ج:- اگر ایک کہے کہ فلاں عورت سے میرا بیٹا ہے اور دوسرا کہے کہ میرا بیٹا ہے تو اول الذکر کا حق فائق ہے۔

حصّہ دوم
رضاعت

باب اول :... تعریفات و مصلحات

تمہید

ہر گاہ کہ قرینِ مصلحت ہے کہ رضاعت سے متعلق قرآن وسنت کے احکامات، فقہی اجتہادات اور عصری تحقیقات کو بغرضِ فرضِ مذہبی و وطنی وسہولتِ فہم ونفاذ، عصری عدالتی قوانین کے قالب میں ڈھالا جائے، لہٰذا بذریعہ ہذا درج ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

دفعہ 1:۔مختصر عنوان، وسعت اور نفاذ:

(الف) یہ قانون ''قانونِ رضاعت'' کہلائے گا۔

(ب) اس قانون کا نفاذ اس تاریخ سے ہوگا جو آئین کے تحت مجاز فرد، ادارہ یا ہیئت، جیسی صورت ہو، اس کے لیے تجویز کرے۔

دفعہ 2:۔تعریفات:

اس قانون میں تاوقتیکہ عبارت کے سیاق وسباق سے کچھ اور مطلب ومفہوم نہ نکلتا ہو، درج ذیل اصطلاحات کے وہی معنی لیے جائیں گے جو بذریعہ ہٰذا اُن کے لیے بالترتیب مقرر کیے گئے ہیں، یعنی:

1:۔لبنِ فحل: وہ دودھ جو کسی مرد سے حمل کے سبب عورت کو اُترا ہے۔ جو فقہاء زنا

کے باعث زانی سے رشتۂ رضاعت کے قیام کے قائل نہیں،ان کے نزدیک لبنِ فحل کی تعریف میں یہ قید بھی ہے کہ حمل زنا کے سبب نہ ہو۔

2:-باکرہ: جس کے ساتھ بذریعہ نکاح یا زنا کسی مرد نے صحبت نہ کی ہو،اگرچہ کھیل کود یا مرض کے سبب اس کی بکارت زائل ہوگئی ہو۔

3:-مرضعہ: سگی ماں کے سوا وہ عورت جو بچہ کو دودھ پلائے۔

4:-رضیع/رضیعہ: جو بچہ یا بچی کسی عورت کا دودھ پیئے۔

5:-سال: سال سے مراد قمری سال ہے۔

6:-اللبا: ''اللبن النازل أول الولادة'' یعنی ولادت کے فوری بعد جو دودھ عورت کو آتا ہے۔شوافع کے ہاں ''اللبا'' کا پلانا ماں پر واجب ہے۔

7:-رضاعت طاری: نکاح کے بعد رضاعت کا ثابت ہونا۔

8:-اقرار پر اصرار: ایسے الفاظ جن سے اقرار کی تاکید وتائید کا مفہوم اخذ ہوتا ہو، جیسے: میں نے حق کہا، سچ کہا وغیرہ (کتب فقہ میں اصرار کی تعریف نہیں بلکہ تمثیلات دی گئی ہیں،مگر مراد اس سے تاکید ہی ہے۔

9:-اُجرتِ مثل: کسی عمل کا اتنا معاوضہ جو عام طور پر رائج ومعروف ہو/عرف کے مطابق عمل کا محنتانہ مراد ہے۔

10:-اجنبیہ: عورت جو رضیع یا رضیعہ کی سگی ماں نہ ہو۔

11:-اُصول وفروع: اُصول سے مراد جیسے: باپ، دادا، نانا، ماں، دادی اور نانی وغیرہ ہیں،خواہ سلسلہ کتنا ہی اوپر چلا جائے اور فروع سے مراد جیسے: بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ اور نواسی وغیرہ ہیں،خواہ سلسلہ کتنا ہی نیچے چلا جائے۔

12:-زوجہ صغیرہ: منکوحہ جس کی عمر دو سال سے کم ہو۔

13:-رضاعی باپ: وہ شخص جس کے حمل کے سبب مرضعہ کا دودھ اُترا ہے۔

14:-ولد الملاعنہ: وہ بچہ جس کی ولدیت لعان کی کارروائی کے سبب مجاز عدالت نے باپ سے قطع کر دی ہو۔

15:-عدت: نکاح کے آثار کے خاتمے کے لیے شریعت نے عورت کے واسطے جو مدت مقرر کی ہے، اس کا نام "عدت" ہے۔ یا نکاح یا شبہ نکاح کے زوال کے بعد عورت کا ایک مدت تک انتظار کرنا "عدت" کہلاتا ہے۔

16:-کبیرہ: بالغہ مراد ہے۔

17:-آیسہ: جس کو صغر سنی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو یا پا کی کے ایام کی طوالت کی وجہ سے شریعت اس کو بحکمِ آیسہ گردانتی ہو۔

18:-مدخولہ: جس عورت سے اس کے شوہر نے حقیقی طور پر صحبت کی ہو۔

19:-غیر مدخولہ: جس عورت سے اس کے شوہر نے حقیقی صحبت نہ کی ہو، اگرچہ خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہو۔

20:-بینونت: رشتۂ نکاح کا منقطع ہونا مراد ہے۔

21:-بینونتِ صغریٰ: قطعِ زوجیت کی ایسی صورت جس میں بدون حلالہ شرعیہ صرف تجدیدِ نکاح سے رشتۂ زوجیت بحال ہو سکتا ہو۔

22:-بینونتِ کبریٰ: جس میں حلالہ شرعیہ کے بغیر بائنہ سے تجدیدِ نکاح ممکن نہ ہو۔

23:-حرمتِ غلیظہ: بینونتِ کبریٰ کی مترادف اصطلاح ہے۔

24:-رجعت: عدت کے دوران تجدیدِ نکاح کیے بغیر معتدہ کو لوٹا لینا خواہ قولاً ہو یا فعلاً، اور شوہر نے رجعت پر گواہ قائم کیے ہوں یا نہ کیے ہوں۔

25:-طلاقِ رجعی: وہ طلاق مراد ہے جس میں رجعت ممکن ہو۔

26:-طلاقِ بائن: ایسی طلاق جس کے اثر سے رشتۂ ازدواج ختم ہو جائے اور مطلقہ نکاح سے نکل جائے، مگر از سرِ نو نکاح سے زوجیت کی بحالی ممکن ہو۔

27:-معتدہ بائنہ: جو عورت طلاقِ بائن کی عدت میں ہو۔

28:-کامل شہادت: اس قانون کے مقاصد کے تحت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ''کامل شہادت'' ہے۔

دفعہ 3-رضاعت کی تعریف:

ایک متعین مدت کے اندر خاص شرائط کے تابع بچہ کے پیٹ میں عورت کے دودھ کا پہنچ جانا رضاعت کہلاتا ہے۔

باب دوم :... حرمتِ رضاعت

دفعہ 4-حرمتِ رضاعت کی شرائط:

حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے لیے شرط ہوگا کہ:

(1) بچہ نے دودھ ہی پیا ہو۔

(2) دودھ عورت کا ہو۔

(3) عورت نو سال یا اس سے زائد عمر کی ہو۔

(4) عورت معلوم ہو۔

(5) دودھ کا بچے کے پیٹ تک پہنچنا یقینی ہو۔

(6) دودھ دفعہ ۷ کے احکام کے تابع مطلوب شکل میں ہو۔

(7) دودھ حلق یا ناک کے راستے پیٹ تک پہنچا ہو۔

(8) دودھ مدتِ رضاعت کے اندر پلایا گیا ہو۔

توضیح

1:- بچے نے دودھ ہی پیا ہو۔ لہٰذا

الف:- دودھ کے علاوہ کسی اور شئے مثلاً خون سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں

ہوتا، چنانچہ اگر مدتِ رضاعت میں کسی بچے کو کسی عورت یا مرد کا خون چڑھایا گیا تو از روئے شرع حرمت قائم نہ ہوگی۔

ب:-ضروری ہے کہ بچے نے دودھ ہی پیا ہو، لہٰذا اگر کنواری لڑکی کے پستان سے زرد رنگ کا پانی نکلا اور بچے نے پی لیا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔اسی طرح مرض کے سبب جو مواد نکلے خواہ زرد رنگ ہو یا کوئی اور ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی، البتہ آیسہ کے پستان سے جو زرد رنگت کا پانی نکلتا ہے وہ دودھ ہی ہے جو کسی سبب سے متغیر ہوگیا ہے، اس لیے اس سے حرمت قائم ہوجائے گی۔

2:-دودھ عورت کا ہو، چنانچہ اگر:

الف:-دودھ عورت کا نہ ہو، بلکہ مرد یا کسی جانور کا ہو تو حرمت قائم نہ ہوگی، لہٰذا جن دو بچوں نے بچپن میں ایک ہی جانور کا دودھ پیا ہو اُن میں رضاعت کا رشتہ قائم نہ ہوگا۔

ب:-عورت خواہ قرابت دار ہو یا کوئی اجنبیہ، مسلمہ ہو یا غیر مسلمہ،، زندہ ہو یا مردہ، حالتِ نوم میں بچہ نے دودھ پیا ہو یا بیداری میں، الغرض مرضعہ عورت ہو، مرد یا جانور کا دودھ پینے سے رضاعت کا ثبوت نہ ہوگا۔

ج:-خنثیٰ مشکل نے اگر بچے کو دودھ پلا دیا اور اس کا عورت ہونا معلوم ہے تو رضاعت ثابت ہے، ورنہ نہیں اور اگر کچھ معلوم نہیں اور عورتیں کہیں کہ اس کا دودھ مثل عورتوں کے ہے تو رضاعت ثابت ہے۔

د:-مرضعہ کا کسی کی منکوحہ ہونا ضروری نہیں، چنانچہ باکرہ لڑکی کے دودھ سے بھی حرمت ثابت ہوجائے گی، جب کہ اس کے پستان سے دودھ ہی نکلا ہو اور

اگر دودھ نہیں بلکہ اس جیسی کوئی چیز نکلی تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ مزنیہ اور موطوءۃ بالشبہہ کے دودھ کے متعلق مستقل دفعات قائم کی گئیں ہیں۔

الحاصل: عورت کا دودھ ہی ضروری ہے، بالفرض مرد کے پستان سے دودھ نکل آئے یا بچے ایک ہی جانور کا دودھ پی لیں تو اس سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

3:-عورت نوسال یا اس سے زائد عمر کی ہو، چنانچہ اگر:

نوسال سے کم عمر کی بچی نے کسی کو دودھ پلایا تو حرمت ثابت نہ ہوگی، کیونکہ بلوغ کی اقل ترین ممکنہ عمر نوسال ہے۔

4:-عورت معلوم ہو، لہذا اگر:

مرضعہ معلوم نہ ہوگی تو حرمت قائم نہ ہوگی۔(۱)

5:-دودھ کا بچے کے پیٹ تک پہنچنا یقینی ہو، یعنی:

دودھ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، مگر جب پیٹ تک پہنچنا معلوم ہو تو رضاعت ثابت ہوگی، لہذا اگر چھاتی منہ میں دی مگر معلوم نہیں کہ دودھ پیا یا نہیں تو حرمت ثابت نہیں، یوں ہی چھاتی منہ میں دی اور لوگوں کو معلوم ہے، مگر اب عورت کہتی ہے

---

(۱) 1:-مرضعہ معلوم ہو۔ اس شرط کا اس وجہ سے اضافہ کیا گیا ہے کہ النہر الفائق میں ہے کہ [لابد أن تعلم المرضعة] (ج:۱، ص:۱۷۰) مزید یہ کہ بحر اور نہر وغیرہ کتب میں بحوالہ خانیہ ہے کہ ایک بچہ کو گاؤں کی اکثر یا اقل عورتوں نے دودھ پلایا اور اب یہ معلوم نہیں کہ خاص کس نے دودھ پلایا ہے اور ان میں سے کوئی شخص اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو امام ابوالقاسم الصفار نے فرمایا کہ اگر کوئی علامت اور شہادت نہ ہو تو نکاح جائز ہے۔

2:-بچہ کو اگر مردہ عورت کا دودھ پلایا جائے تو اس سے بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی، کیونکہ حدیث کی رو سے حرمتِ رضاعت کی علت یہ ہے کہ دودھ میں انسانی جسم کی نشونما کی صلاحیت ہو: [الرضاع ما أنبت اللحم وأنشر العظم] اور زندہ عورت کی طرح مردہ عورت کے دودھ میں بھی یہ صلاحیت باقی رہتی ہے۔ مزید یہ کہ دودھ ایک جان چیز ہے اور موت وحیات کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ [اللبن لا یموت] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور ارشاد ہے۔

کہ دودھ نہ تھا اور کسی اور ذریعہ سے معلوم بھی نہیں ہوسکتا کہ دودھ تھا یا نہیں، تو عورت کا کہا مان لیا جائے گا۔

6:- دودھ دفعہ ۷ کے احکام کے تابع مطلوب شکل میں ہو، مطلب یہ ہے کہ:

دودھ کا خاص شکل میں ہونا ضروری ہے، جس کا مفصل بیان دفعہ 16 کے تحت آتا ہے۔

7:- دودھ حلق یا ناک کے راستے پیٹ تک پہنچا ہو، اس سے مراد یہ ہے کہ:

دودھ کا معتاد منفذ سے معدہ میں پہنچنا ضروری ہے، خواہ بچہ نے خود پستان چوسا ہو یا عورت نے منہ میں چھاتی دی ہو یا حلق یا ناک میں دودھ ڈالا یا ٹپکایا گیا ہو، لیکن اگر دودھ آنکھ یا کان میں ٹپکایا گیا یا پیشاب کی نالی یا پائخانہ کے مقام سے داخل کیا گیا یا دماغ یا پیٹ کے زخم میں ڈالا گیا اور اندر پہنچ گیا تو رضاعت ثابت نہیں۔

8:- دودھ مدتِ رضاعت کے اندر پلایا گیا ہو:

دودھ ایک مخصوص مدت کے اندر پلایا گیا ہو۔ مدت کا بیان دفعہ 13 میں ہے۔

دفعہ 5- رضاعت کا حکم:

رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب یا مصاہرت کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں، مگر یہ کہ شریعت نے کسی رشتے کو مستثنیٰ کیا ہو، جیسے رضاعی بھائی کی نسبی بہن سے نکاح جائز ہے۔

دفعہ 6- رضاعت کے سبب حرام ہونے والے رشتوں کی تفصیل:

رضاعت کے سبب رضیع پر درج ذیل رشتے حرام ہوں گے:

(1) مرضعہ جس کا دودھ پیا ہے:

الف:- مرضعہ کے نسبی اور رضاعی اُصول

ب:- مرضعہ کے نسبی اور رضاعی فروع

فروع میں مزید تفصیل یہ ہے کہ مرضعہ کی اولاد خواہ نسبی ہو یا رضاعی اور خواہ اس شوہر سے ہو جس کی صحبت سے مرضعہ کو دودھ اُترا ہے، یا کسی دوسرے شوہر سے ہو۔ مرضعہ نے انہیں رضیع سے پہلے دودھ پلایا ہو۔ مرضعہ نے انہیں رضیع کے بعد دودھ پلایا ہو۔ مرضعہ نے کسی اور بچے کو دودھ پلایا ہو۔

(2) مرضعہ کا شوہر جس کی وطی کے سبب مرضعہ کا دودھ اُترا ہے، وہ رضیع کا باپ کہلائے گا، اور اس کے درج ذیل رشتہ دار رضیع پر حرام ہوں گے:

الف:- نسبی اور رضاعی اُصول

ب:- نسبی اور رضاعی فروع

ج:- اولاد، خواہ وطی نکاحِ صحیح کے ذریعے ہو یا فاسد کے ذریعے۔

(3) مرضعہ کے شوہر کی اولاد خواہ، مرضعہ سے ہو، مرضعہ کے علاوہ کسی اور سے ہو، مرضعہ نے انہیں رضیع سے پہلے دودھ پلایا ہو یا بعد میں پلایا ہو، شوہر کی نسبی اولاد ہو یا رضاعی اولاد ہو۔ سب رضیع مذکور کے بہن بھائی ہوں گے۔ بنا برایں ان کی اولاد رضیع مذکور کے بھائی بہن کی اولاد ہوگی، مرضعہ کے شوہر کا بھائی رضیع مذکور کا چچا کہلائے گا اور مرضعہ کے شوہر کی بہن رضیع کی پھوپھی ہوگی، مرضعہ کا بھائی رضیع کا ماموں ہوگا، مرضعہ کی بہن رضیع کی خالہ ہوگی۔ ایسے ہی دادا دادی، نانا نانی میں سمجھنا چاہیے۔

توضیح: 1- رضاعی باپ جس کی وطی کے سبب مرضعہ کا دودھ اُترا ہے خواہ وطی نکاحِ صحیح کے سبب ہو یا فاسد کے، البتہ اگر وطی بالشبہہ ہو تو آمدہ دفعہ کے احکام لاگو ہوں گے۔

توضیح:2- دفعہ ہذا اِن دو اُصولوں پر بنا ہے کہ:

1- عورت کی جانب سے اصل یہ ہے کہ بچے نے اس کا دودھ پیا ہو، خواہ کسی زمانے میں پیا ہو اور اس دودھ کا سبب خواہ اس کا موجودہ یا سابقہ شوہر ہو یا زانی ہو یا واطی بالشبہہ ہو۔

2- مرد کی جانب سے اصل یہ ہے کہ اس کی اولاد ہو یا دودھ اس کی وطی کے سبب ہو۔

دفعہ 7- زنا کے سبب اُترنے والے دودھ سے حرمتِ رضاعت:

مزنیہ نے جس کو دودھ پلایا وہ رضیع، زانی اور اس کے اُصول وفروع پر حرام ہوگا۔

توضیح: دوسرا قول یہ ہے کہ حرمت صرف مزنیہ سے ثابت ہوگی، یعنی رضیع کا صرف مرضعہ کے ساتھ رشتۂ رضاعت قائم ہوگا، زانی سے نہیں، مگر راجح اور قوی پہلا قول ہے۔ خود زانی پر رضیعہ بالاتفاق حرام ہوگی، کیونکہ وہ مزنیہ کی اولاد ہے اور مزنیہ کے فروع زانی پر حرام ہوتے ہیں۔

دفعہ 8- وطی بالشبہہ سے ثبوت حرمتِ رضاعت:

قانون ثبوتِ نسب کے احکام کے تحت جہاں مرد سے ثبوتِ نسب ہوگا، وہاں رضیع اور مرد کے درمیان رضاعت کا رشتہ بھی قائم ہوگا اور جہاں مرد سے ثبوتِ نسب نہ ہو، وہاں صرف عورت سے رشتۂ رضاعت قائم ہوگا۔

تمثیل: زید نے ہندہ سے وطی بالشبہہ کی اور ہندہ کو حمل ٹھہر گیا اور بچہ متولد ہو گیا، پھر ہندہ نے بکر سے نکاح کیا اور ایک لڑکی فاطمہ کو دودھ پلا دیا تو فاطمہ زید کی رضاعی بیٹی ہوگی، نہ کہ بکر کی اور بکر کے لیے حلال ہوگی، کیونکہ ہندہ کا دودھ زید کی صحبت کی وجہ سے اُترا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ قانونِ نسب کے قواعد کے تحت زید سے فاطمہ کا نسب ثابت ہو، اگر نسب ثابت نہ ہو تو زید کے ساتھ اس بچی کا رشتۂ رضاعت ثابت نہ ہوگا۔

دفعہ 9-سابقہ شوہر سے دودھ کا انقطاع کب ہوگا:

جب مطلقہ، جس کا شوہر سے دودھ بھی اترا ہے، بعد از انقضاء عدت کسی اور شخص سے نکاح کرے، تو اگر:

(1) شوہرِ ثانی سے بچہ مولود ہوا تو بالا جماع دودھ شوہرِ اول سے منقطع سمجھا جائے گا۔

(2) اگر شوہرِ ثانی سے حاملہ ہی نہیں ہوئی تو بالاتفاق دودھ شوہر اول سے سمجھا جائے گا۔

(3) اگر شوہرِ ثانی سے صرف حاملہ ہوئی، بچہ پیدا نہیں ہوا تو بھی دودھ صرف شوہرِ اول سے سمجھا جائے گا، خواہ حمل کے سبب دودھ زیادہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

دفعہ 10۔ بچے جنہوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہو:

جن بچوں نے کسی ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہو، خواہ، ایک وقت میں یا مختلف اوقات میں، اور عورت کا دودھ ایک ہی شوہر سے ہو یا دو سے ہو یا شوہر سے نہ ہو، ایسے بچے:

(1) رضاعی بھائی بہن ہوں گے، اگر ایک لڑکا اور دوسری لڑکی ہو۔

(2) دونوں رضاعی بھائی ہوں گے، اگر دونوں لڑکے ہوں۔

(3) دونوں رضاعی بہنیں ہوں گی، اگر دونوں لڑکیاں ہوں۔

بنابرایں:

الف:-دونوں کا آپس میں نکاح ناجائز ہوگا۔

ب:-ایک دوسرے کی اولاد سے نکاح ناجائز ہوگا، کیونکہ وہ ماموں اور بھانجی یا بھتیجے اور پھوپھی کا نکاح ہوگا۔

ج:-مرضعہ کی ماں سے رضیع کا نکاح ناجائز ہوگا، کیونکہ نانی اور نواسے کا رشتہ قائم ہوگا۔

د:-مرضعہ کے باپ سے نکاح ناجائز ہوگا، کیونکہ نواسی اور نانا کا نکاح ہوگا۔

ح:-رضیع کی اولاد اور اولاد در اولاد کے لیے بھی مرضعہ سے نکاح حرام ہوگا، جیسا کہ نسب میں حرام ہوتا ہے۔

و:-مرضعہ کے بھائی اور بہنوں سے رضیع کا نکاح حرام ہوگا، کیونکہ وہ بالترتیب ماموں اور خالائیں ہوں گی۔ البتہ مرضعہ کے بھائی بہنوں کی اولاد سے رضیع کا نکاح جائز ہوگا، کیونکہ وہ رضیع کی ماموں زاد یا پھوپھی زاد ہوں گی اور ان سے نسب میں بھی نکاح جائز ہے۔

توضیح:- اجنبیہ سے مراد اس دفعہ کے تحت وہ عورت ہے جو ان بچوں میں سے کسی کی سگی ماں نہ ہو۔

دفعہ 11-باکرہ مطلقہ غیر مدخولہ کی رضاعی بیٹی سے نکاح:

باکرہ کو دخول سے قبل طلاق دی تو اس کی رضاعی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر بعد از

دخول طلاق دی تو نہیں کر سکتا ہے۔

توضیح:۔ باکرہ سے مراد وہ عورت جس سے جائز یا ناجائز طور پر کسی نے صحبت نہ کی ہو، اگر چہ اس کی بکارت بوجہ کھیل کود یا مرض کے زائل ہو چکی ہو۔ قبل از دخول بایں وجہ طلاق دہندہ شوہر نکاح کر سکتا ہے کہ دودھ اس کی وطی کے سبب نہیں اور بعد از دخول نکاح کی حرمت بایں وجہ ہے کہ وہ لڑکی اس کی ربیبہ ہے۔

دفعہ 12۔حرمتِ رضاعت سے مستثنیٰ رشتوں کا بیان:

درج ذیل رشتے رضاعت کے سبب حرام نہیں ہوں گے:

الف:۔ مرد کے لیے بواسطہ مرد نو حلال رضاعی رشتے اور ان کی ستائیس صورتیں:

1:۔ نسبی بھائی کی نسبی ماں حرام ہے، کیونکہ وہ یا تو حقیقی ماں ہوگی یا والد کی منکوحہ ہوگی، مگر:

(1) رضاعی بھائی کی نسبی ماں

(2) نسبی بھائی کی رضاعی ماں

(3) اور رضاعی بھائی کی رضاعی ماں، بشرطیکہ اس کا دودھ نہ پیا ہو، حلال ہیں۔

2:۔ نسبی بیٹے کی نسبی بہن حرام ہے کیونکہ وہ یا تو بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی، مگر:

(4) رضاعی بیٹے کی نسبی بہن

(5) نسبی بیٹے کی رضاعی بہن

(6) اور رضاعی بیٹے کی رضاعی بہن، حلال ہیں۔

3:۔ نسبی بیٹے کی نسبی جدہ (نانی یا دادی) حرام ہے، کیونکہ دادی ہونے کی صورت میں ماں ہے اور نانی ہونے کی صورت میں ساس ہے، مگر:

(7) رضاعی بیٹے کی نسبی جدہ

(8)نسبی بیٹے کی رضاعی جدہ

(9)اور رضاعی بیٹے کی رضاعی جدہ،حلال ہیں۔

4:-نسبی چچا کی نسبی ماں حرام ہے کیونکہ وہ یا تو دادی ہوگی یا دادا کی منکوحہ،مگر:

(10)رضاعی چچا کی نسبی ماں

(11)نسبی چچا کی رضاعی ماں

(12)اور رضاعی چچا کی رضاعی ماں،حلال ہیں۔

5:-نسبی ماموں کی نسبی ماں حرام ہے کیونکہ وہ یا تو نانی ہوگی یا نانا کی منکوحہ ہوگی،مگر:

(13)رضاعی ماموں کی نسبی ماں

(14)نسبی ماموں کی رضاعی ماں

(15)اور رضاعی ماموں کی رضاعی ماں

6:- نسبی بیٹے کی نسبی پھوپھی حرام ہے کیونکہ وہ بہن ہے،مگر:

(16)رضاعی بیٹے کی نسبی پھوپھی

(17)نسبی بیٹے کی رضاعی پھوپھی

(18)اور رضاعی بیٹے کی رضاعی پھوپھی،حلال ہیں۔

7:-بیٹے کی نسبی پھوپھی کی نسبی بیٹی حرام ہے،کیونکہ وہ بھانجی ہے،مگر:

(19)بیٹے کی رضاعی پھوپھی کی نسبی بیٹی

(20)بیٹے کی نسبی پھوپھی کی رضاعی بیٹی

(21)بیٹے کی رضاعی پھوپھی کی رضاعی بیٹی،حلال ہیں۔

8:-بیٹے کی نسبی بہن کی نسبی بیٹی حرام ہے کیونکہ وہ نواسی ہوگی یا ربیبہ کی بیٹی،مگر:

(22) بیٹے کی رضاعی بہن کی نسبی بیٹی

(23) بیٹے کی نسبی بہن کی رضاعی بیٹی

(24) اور بیٹے کی رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی حلال ہے۔

9:- بیٹے کی نسبی اولاد کی نسبی ماں سے نکاح حرام ہے کیونکہ وہ بہو ہوگی، مگر:

(25) بیٹے کی رضاعی اولاد کی نسبی ماں

(26) بیٹے کی نسبی اولاد کی رضاعی ماں

(27) اور بیٹے کی رضاعی اولاد کی رضاعی ماں، حلال ہیں۔

ب:- مرد کے لیے بواسطہ عورت نو حلال رضاعی رشتے اور ان کی ستائیس صورتیں:

10:- نسبی بہن کی نسبی ماں حرام ہے کیونکہ وہ یا تو حقیقی ماں ہوگا وی یا والد کی منکوحہ ہوگی، مگر:

(28) رضاعی بہن کی نسبی ماں

(29) نسبی بہن کی رضاعی ماں

(30) اور رضاعی بہن کی وہ رضاعی ماں جس کا دودھ نہیں پیا ہے، حلال ہیں۔

11:- نسبی بیٹی کی نسبی بہن حرام ہے کیونکہ وہ یا تو بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی، مگر:

(31) رضاعی بیٹی کی نسبی بہن

(32) نسبی بیٹی کی رضاعی بہن

(33) اور رضاعی بیٹی کی رضاعی بہن، حلال ہیں۔

12:- نسبی بیٹی کی نسبی جدۃ (نانی یا دادی) سے حرام ہے کہ دادی ہونے کی صورت میں ماں اور نانی ہونے کی صورت میں ساس ہوگی، مگر:

(34) رضاعی بیٹی کی نسبی جدہ

(35) نسبی بیٹی کی رضاعی جدہ

(36) اور رضاعی بیٹی کی رضاعی جدہ، حلال ہیں۔

13:- نسبی پھوپھی کی نسبی ماں حرام ہے کیونکہ وہ یا تو دادی ہوگی یا دادا کی منکوحہ، مگر:

(37) رضاعی پھوپھی کی نسبی ماں

(38) نسبی پھوپھی کی رضاعی ماں

(39) اور رضاعی پھوپھی کی رضاعی ماں، حلال ہیں۔

14:- نسبی خالہ کی نسبی ماں حرام ہے کیونکہ وہ یا تو نانی ہوگی یا نانا کی منکوحہ، مگر:

(40) رضاعی خالہ کی نسبی ماں

(41) نسبی خالہ کی رضاعی ماں

(42) اور رضاعی خالہ کی رضاعی ماں، حلال ہیں۔

15:- نسبی بیٹی کی نسبی پھوپھی حرام ہے کیونکہ بہن ہے، مگر:

(43) رضاعی بیٹی کی نسبی پھوپھی

(44) نسبی بیٹی کی رضاعی پھوپھی

(45) اور رضاعی بیٹی کی رضاعی پھوپھی، حلال ہے۔

16:- بیٹی کی نسبی پھوپھی کی نسبی بیٹی سے نکاح حرام ہے کیونکہ وہ بھانجی ہے، مگر:

(46) بیٹی کی رضاعی پھوپھی کی نسبی بیٹی

(47) بیٹی کی نسبی پھوپھی کی رضاعی بیٹی

(48) اور بیٹی کی رضاعی پھوپھی کی رضاعی بیٹی، حلال ہیں۔

17:- بیٹی کی نسبی بہن کی نسبی بیٹی سے نکاح حرام ہے کیونکہ وہ نواسی ہوگی یا ربیبہ کی بیٹی، مگر:

(49)بیٹی کی رضاعی بہن کی نسبی بیٹی

(50)بیٹی کی نسبی بہن کی رضاعی بیٹی

(51)بیٹی کی رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی، حلال ہیں۔

18:-بیٹی کی نسبی اولاد کی نسبی ماں سے نکاح حرام ہے کیونکہ وہ بیٹی ہوگی، مگر:

(52)بیٹی کی رضاعی اولاد کی نسبی ماں

(53)بیٹی کی نسبی اولاد کی رضاعی ماں

(54)اور بیٹی کی رضاعی اولاد کی رضاعی ماں، حلال ہیں۔

ج:-عورت کے لیے بواسطہ مرد نو حلال رضاعی رشتے اوران کی ستائیس صورتیں:

19:-نسبی بھائی کا نسبی باپ حرام ہے کیونکہ وہ باپ ہوگا یا ماں کا شوہر، مگر:

(55)رضاعی بھائی کا نسبی باپ

(56)نسبی بھائی کا رضاعی باپ

(57)اور رضاعی بھائی کا رضائی باپ، حلال ہیں۔

20:-نسبی بیٹے کا نسبی بھائی حرام ہے کیونکہ وہ بیٹا ہوگا، مگر:

(58)رضاعی بیٹے کا نسبی بھائی

(59)نسبی بیٹے کا رضاعی بھائی

(60)اور رضاعی بیٹے کا رضاعی بھائی، حلال ہیں۔

21:-نسبی بیٹے کے نسبی جد (دادا، نانا) حرام ہے کیونکہ وہ باپ ہوگا یا سسر، مگر:

(61) رضاعی بیٹے کا نسبی جد

(62) نسبی بیٹے کا رضاعی جد

(63) اور رضاعی بیٹے کا رضاعی جد، حلال ہیں۔

22:-نسبی چچا کا نسبی باپ دادا ہونے کی بناء پر حرام ہے، مگر:

(64) رضاعی چچا کا نسبی باپ

(65) نسبی چچا کا رضاعی باپ

(66) اور رضاعی چچا کا رضاعی باپ، حلال ہیں۔

23:-نسبی ماموں کا نسبی باپ حرام ہے کہ نانا ہے، مگر:

(67) رضاعی ماموں کا نسبی باپ

(68) نسبی ماموں کا رضاعی باپ

(69) اور رضاعی ماموں کا رضاعی باپ، حلال ہیں۔

24:-نسبی بیٹے کا نسبی ماموں حرام ہے کیوں کہ وہ بھائی ہے، مگر:

(70) رضاعی بیٹے کا نسبی ماموں

(71) نسبی بیٹے کا رضاعی ماموں

(72) رضاعی بیٹے کا رضاعی ماموں، حلال ہیں۔

25:- بیٹے کی نسبی خالہ کا نسبی بیٹا، حرام ہے کیونکہ بھانجا ہوگا، مگر:

(73) بیٹے کی رضاعی خالہ کا نسبی بیٹا

(74) بیٹے کی نسبی خالہ کا رضاعی بیٹا

(75)اور بیٹے کی رضاعی خالہ کا رضاعی بیٹا،حلال ہیں۔

26:- بیٹے کی نسبی بہن کا نسبی بیٹا حرام ہے کیونکہ نواسہ ہے،مگر:

(76)بیٹے کی رضاعی بہن کا نسبی بیٹا

(77)بیٹے کی نسبی بہن کا رضاعی بیٹا

(78)اور بیٹے کی رضاعی بہن کا رضاعی بیٹا،حلال ہیں۔

27:- بیٹے کے نسبی بیٹے کا نسبی بیٹا، پڑپوتا ہے،اور حرام ہے،مگر:

(79)بیٹے کے رضاعی بیٹے کا نسبی بیٹا

(80)بیٹے کے نسبی بیٹے کا رضاعی بیٹا

(81)اور بیٹے کے رضاعی بیٹے کا رضاعی بیٹا،حلال ہیں۔

د:-عورت کے لیے بواسطہ عورت نو حلال رضاعی رشتے اور ان کی ستائیس صورتیں:

28:-نسبی بہن کا نسبی باپ، باپ ہوتا ہے یا ماں کا شوہر،اور بہر دو صورت حرام ہے،مگر:

(82)رضاعی بہن کا نسبی باپ

(83)نسبی بہن کا رضاعی باپ

(84)اور رضاعی بہن کا رضائی باپ،حلال ہیں۔

29:-نسبی بیٹی کا نسبی بھائی،حرام ہے کیونکہ بیٹا ہے،مگر:

(85)رضاعی بیٹی کا نسبی بھائی

(86)نسبی بیٹی کا رضاعی بھائی

(87)اور رضاعی بیٹی کا رضاعی بھائی،حلال ہیں۔

30:-نسبی بیٹی کا نسبی جد(دادا، نانا) حرام ہے کیونکہ وہ باپ ہوگا یا سسر ہوگا، مگر:

(88)رضاعی بیٹی کا نسبی جد

(89)نسبی بیٹی کا رضاعی جد

(90)اور رضاعی بیٹی کا رضاعی جد، حلال ہیں۔

31:-نسبی پھوپھی کا نسبی باپ، دادا ہونے کی بناء پر حرام ہے، مگر:

(91)رضاعی پھوپھی کا نسبی باپ

(92)نسبی پھوپھی کا رضاعی باپ

(93)اور رضاعی پھوپھی کا رضاعی باپ، حلال ہیں۔

32:-نسبی خالہ کا نسبی باپ حرام ہے کیونکہ وہ نانا ہے، مگر:

(94)رضاعی خالہ کا نسبی باپ

(95)نسبی خالہ کا رضاعی باپ

(96)اور رضاعی خالہ کا رضاعی باپ، حلال ہیں۔

33:-نسبی بیٹی کا نسبی ماموں حرام ہے کیونکہ بھائی ہے، مگر:

(97)رضاعی بیٹی کا نسبی ماموں

(98)نسبی بیٹی کا رضاعی ماموں

(99)اور رضاعی بیٹی کا رضاعی ماموں، حلال ہیں۔

34:-بیٹی کی نسبی خالہ کا نسبی بیٹا، بھانجا ہونے کی بناء پر حرام ہے، مگر:

(100)بیٹی کی رضاعی خالہ کا نسبی بیٹا

(101)بیٹی کی نسبی خالہ کا رضاعی بیٹا

(102)اور بیٹی کی رضاعی خالہ کا رضاعی بیٹا، حلال ہیں۔

35:- بیٹی کی نسبی بہن کا نسبی بیٹا، نواسہ ہے اور حرام ہے، مگر:

(103) بیٹی کی رضاعی بہن کا نسبی بیٹا

(104) بیٹی کی نسبی بہن کا رضاعی بیٹا

(105) اور بیٹی کی رضاعی بہن کا رضاعی بیٹا، حلال ہیں۔

36:- بیٹی کے نسبی بیٹے کا نسبی بیٹا، پرنواسا ہونے کی بناء پر حرام ہے، مگر:

(106) بیٹی کے رضاعی بیٹے کا نسبی بیٹا

(107) بیٹی کے نسبی بیٹے کا رضاعی بیٹا

(108) اور بیٹی کے رضاعی بیٹے کا رضاعی بیٹا، حلال ہیں۔

باب سوم : . . . مدتِ رضاعت سے متعلق احکام

دفعہ 13:-رضاعت کی مدت:

رضاعت کی مدت دوسال ہے۔

توضیح:-اگر بچہ کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو پھر کوئی عورت اسے مذکورہ مدت کے اندر دودھ پلائے تو بھی متذکرہ عورت سے رضاعت کا رشتہ قائم ہوجائے گا۔

دفعہ 14-مدت رضاعت سے کم یا زائد دودھ پلانے کا حکم

(1) دوسال سے کم مدت میں دودھ چھڑانا جائز ہے بشرطیکہ:

الف:-والدین اس پر متفق ہوں۔

ب:-بچہ کے لیے ضرر کا باعث نہ ہو۔

(2) بچے کی مصلحت متقاضی ہوتو دوسال سے زائد مدت بھی دودھ پلانا جائز ہے، مگر زائد مدت چھ ماہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیے۔

دفعہ 15-مدتِ رضاعت کے بعد کے احکام:

(1) مدت رضاعت کے بعد کے احکام درج ذیل ہوں گے:

(2) ماں پر از روئے دیانت بھی رضاعت کا وجوب باقی نہیں رہے گا۔

(3) ماں کو اجرت کا استحقاق نہیں رہے گا۔

(4) دفعہ ۱۳ اور ۵ کے مجموعی احکام کے پیش نظر رضاعت جائز نہ ہوگی۔

(5) رضاعت سے حرمت کا رشتہ قائم نہ ہوگا، اگرچہ رضاعت حرام ہوگی۔

(6) بچے کے باپ کو ماں پر رضاعت کے لیے جبر کا اختیار نہیں رہے گا اور نہ ہی عدالت اسے رضاعت کے لیے مجبور کر سکے گی، اگرچہ از روئے قضا مدت رضاعت میں اس پر رضاعت واجب رہی ہو۔

(7) بچہ کا باپ ماں کو رضاعت سے روکنے کا مجاز ہوگا۔ علاج کی غرض سے بھی بچے کو دودھ پلانا جائز نہ ہوگا، مگر یہ کہ:

الف:- ماہر، دین دار و تجربہ کار طبیب اسے علاج کی غرض سے ضروری تجویز کرے۔

ب:- شفا کے حصول کا یقین یا ظن غالب ہو۔

ج:- دودھ کے علاوہ کوئی اور جائز متبادل نہ ہو۔

باب چہارم : ... دودھ سے متعلق احکام

دفعہ 16-دودھ کی مختلف شکلیں اوران کے احکام:

دودھ کی مختلف شکلوں کے متعلق احکام درج ذیل ہوں گے:

(1) دودھ کی ماہیت تبدیل ہوگئی تو حرمتِ رضاعت کا تحقق نہ ہوگا۔

(2) دو یا زائد عورتوں کا مخلوط دودھ بچہ نے پیا تو غالب اور مغلوب کا لحاظ کیے بغیر ہر ایک سے حرمت ثابت ہوگی۔

(3) اگر دو عورتوں کا دودھ مقدار میں برابر ہو تو بالاتفاق دونوں سے حرمت ثابت ہوگی۔

(4) اگر دودھ کو کسی جامد غذائی جنس کے ساتھ ملا کر پلایا گیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی، خواہ دودھ کو پکایا گیا ہو یا نہ پکایا گیا ہو اور دودھ کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔

(5) اگر دودھ کسی دوسری عورت کے دودھ کے علاوہ کسی مائع چیز کے ساتھ ملا کر پلایا گیا تو غالب کا اعتبار ہوگا۔

دفعہ 17-حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے لیے دودھ کی مقدار:

حرمتِ رضاعت اتنی مقدار دودھ پینے سے ثابت ہوجائے گی جس مقدار کا حلق سے اُتر کر پیٹ میں پہنچنا یقینی ہو۔

باب پنجم : . . . رضاعت بحیثیت حق و ذمہ داری

فصلِ اول:- رضاعت بحیثیتِ حق:

دفعہ 18- رضاعت نومولود کا بنیادی حق:

رضاعت نومولود کا بنیادی حق ہے۔

دفعہ 19- مدتِ رضاعت کی تکمیل:

کوئی معقول عذر مانع نہ ہوتو بچہ کا حق ہے کہ اسے پورے دوسال دودھ پلایا جائے۔

دفعہ 20- ماں کا حقِ رضاعت سب سے فائق ہے:

رضاعت کا اولین حق ماں کو ہے، خواہ وہ بچے کے باپ کی زوجیت میں ہو، یا عدت گزار رہی ہو، یا عدت گزارنے کے بعد اجنبیہ بن چکی ہو، اگر عدت میں ہوتو عدت طلاق کی ہو یا وفات کی، اگر طلاق کی ہوتو طلاقِ رجعی ہو یا بائن، اگر بائن ہوتو بینونتِ صغریٰ ہو یا کبریٰ، مسلمہ ہو یا غیر، دارالاسلام میں ہو یا دارالحرب میں، آیسہ ہو یا ثیبہ، مگر شرط یہ ہے کہ:

(1) رضاعت میں رغبت اور اس پر قدرت رکھتی ہو۔

(2) بلا معاوضہ رضاعت پر رضامند ہو۔

(3) اگر رضاعت پر اُجرت طلب کرتی ہو تو اجنبی عورت سے زیادہ معاوضہ کا تقاضا نہ کرتی ہو۔

(4) ماں کا دودھ رضیع کے لیے مضر نہ ہو۔

دفعہ 21- رضا کار عورت کا حق کب مقدم ہے:

ماں رضا کارانہ رضاعت پر یا اجنبیہ سے کم اُجرت پر آمادہ ہو تو اس کا حقِ رضاعت بالاتفاق مقدم ہے، لیکن اگر ماں اُجرت طلب کرتی ہو اور کوئی عورت رضا کارانہ رضاعت پر آمادہ ہو یا ماں سے کم اُجرت مانگتی ہو تو حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک ماں اُجرتِ مثل پر اجنبیہ سے مقدم ہے اور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک اجنبیہ مقدم ہے۔

فصلِ دوم:- رضاعت ذمہ داری کے پہلو سے:

دفعہ 22- ماں پر دودھ پلانا کب لازم ہے:

ماں پر از روئے قضا دودھ پلانا لازم نہیں، مگر جب:

(1) ماں کے علاوہ کوئی اور مرضعہ نہ ہو یا ہو مگر رضاعت پر آمادہ نہ ہو۔

(2) مرضعہ رضاعت پر آمادہ ہو، مگر بچہ اس کا دودھ نہ پیتا ہو۔

(3) بچہ دودھ پیتا ہو، مگر مرضعہ اُجرت طلب کرتی ہو اور بچہ اور اس کا والد مفلس ہوں۔

توضیح: ماں پر رضاعت کا وجوب، استحقاقِ اُجرت کے منافی نہیں۔

دفعہ 23- جن صورتوں میں ماں پر رضاعت کا وجوب نہیں:

(1) ماں کا دودھ ہی نہ ہو۔

(2) دودھ ہو مگر قلیل کالمعدوم ہو۔

(3) رضاعت خود ماں کے لیے بوجہ مرض یا ضعف، مضرت کا باعث ہو یا ماں کسی اور معقول وجہ سے رضاعت سے معذور ہو۔

(4) بچہ ماں کا دودھ پیتا نہ ہو۔

(5) ماں کا دودھ بچے کے لیے ضرر کا باعث ہو۔

(6) ماں کا دودھ بچے کو موافق نہ آتا ہو۔

(7) کوئی دوسری عورت رضاعت پر آمادہ ہو اور بچہ بھی اس کا دودھ پیتا ہو۔

(8) دوسری عورت اُجرت طلب کرتی ہو مگر بچہ کے پاس مال ہو یا بچہ فقیر ہو مگر باپ انّا کے اخراجات اٹھا سکتا ہو۔

(9) ماں کو بالجبر حقِ رضاعت سے محروم کر دیا گیا ہو۔

(10) بچہ کی مدتِ رضاعت گزر چکی ہو۔

دفعہ 24۔یتیم کے لیے رضاعت کا انتظام کس کی ذمہ داری ہے:

یتیم کے لیے رضاعت کا انتظام اس شخص یا اشخاص پر ہے جو اس کے جائز وارث اور محرم ہوں۔

توضیح: یتیم کے نان ونفقہ کی ذمہ داری بھی دفعہ بالا میں مذکور اشخاص پر عائد ہوگی۔

توضیح: ایک سے زائد محرم ورثاء ہونے کی صورت میں ہر ایک پر اپنے حصۂ وراثت کے بقدر رضاعت کے اخراجات کی ذمہ داری عائد ہوگی۔

بابِ ششم:...اُجرت کے احکام

دفعہ 25–ماں کب اُجرت کی مستحق نہیں:

(1) ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے پر اُجرت کی مستحق نہیں، اگر:

بچے کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو۔

(2) ماں اپنے بچے کو دودھ پلانے پر اُجرت کی مستحق ہوگی، اگر:

طلاقِ بائن کی عدت میں ہو، یا عدتِ وفات میں ہو، یا عدت گزار چکی ہو، خواہ عدت طلاقِ رجعی کی ہو، طلاقِ بائن کی ہو یا وفات کی ہو۔

توضیح:–طلاقِ بائن کی صورت میں بینونتِ صغریٰ و کبریٰ کا حکم یکساں ہے۔

استثناء:– بیوی اپنے شوہر کے بچے کو دودھ پلانے پر اُجرت طلب کرنے کا حق رکھتی ہے، اگرچہ شوہر کی منکوحہ یا معتدہ ہو۔

دفعہ 26–ماں کب بلا معاہدہ رضاعت پر اُجرت کی مستحق ہے:

جن صورتوں میں ماں کو اُجرت کا استحقاق رہتا ہے، ان صورتوں میں ماں بوجہ رضاعت اُجرت کی مستحق ہوگی، اگرچہ رضیع کے ولی یا وصی سے اُجرت کا کوئی معاہدہ نہ ہوا ہو، اور درصورتِ تنازع عدالت ماں کے حق میں اُجرتِ مثل کی ڈگری جاری کرے گی، اگر اُجرت پہلے سے طے شدہ نہ ہو۔

شرط 1:- مگر لازم ہوگا کہ اُجرت کے معاملے میں رضاعت کی مدت صرف دو سال ہوگی۔

شرط2:- مزید شرط ہوگا کہ اُجرت کا استحاق تاریخِ رضاعت سے ہوگا۔

دفعہ 27-اُجرت کا حکم:

اُجرتِ رضاعت مثلِ دَین، ادائیگی یا معافی سے ہی معاف ہوسکتی ہے۔ بنابرایں:
اگر مستحق کو اُجرت وصول نہ ہوا اور اس نے اپنا حق معاف بھی نہ کیا ہو اور ادائیگی سے قبل مدیون کا انتقال ہوجائے تو اُجرت بحکمِ دَین متوفی مدیون کے مال سے تقسیمِ ترکہ سے قبل منہا کی جائے گی اور اگر دائن کا انتقال ہوجائے تو دَین اس کا ترکہ شمار ہوگا جو حسبِ حصصِ شرعی اس کے ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

اجرت بچے یا اس کے والد کے متروکہ مال سے وضع کی جائے گی، اگر بچہ یا اس کا باپ ادائیگی سے قبل وفات کر جائے اور اُجرت دودھ پلانے والی کا ترکہ شمار ہوگی، اگر وہ وصولی سے قبل انتقال کر جائے۔

دفعہ 28-اُجرتِ رضاعت کس کے ذمہ لازم ہے:

(1) رضاعت کی اجرت بچہ کے مال میں سے محسوب ہوگی۔

(2) اگر بچہ کا مال نہ ہو تو باپ پر ادائیگی لازم ہوگی۔

(3) اگر باپ نہ ہو تو جس پر نفقہ کا وجوب ہو اس پر لازم ہوگی۔

توضیح: اُجرت کی مقدار کے سلسلے میں باہمی قرارداد کے مطابق عمل درآمد ہوگا اور کسی مقدار پر عدمِ اتفاق کی صورت میں اُجرتِ مثل لازم ہوگی جس کی تعیین عدالت کے سپرد ہوگی۔

دفعہ 29-اُجرت پر مصالحت کا حکم:

اُجرت پر مصالحت جائز ہے، بشرطیکہ دفعہ کے تحت ماں اُجرت کی مستحق ٹھہرتی ہو۔

باب ہفتم: ...اَنَّا کے متعلق احکام

دفعہ 30-باپ پر انَّا کا انتظام کب لازم ہوگا:

جب ماں پر از روئے شرع رضاعت لازم نہ ہو اور وہ رضاعت پر رضامند بھی نہ ہو تو بچے کے باپ پر لازم ہے کہ بچے کے لیے انَّا کا انتظام کرے۔

دفعہ 31-ماں کے سوا دوسری عورت کا دودھ پلوانے کا حکم:

باپ اگر کسی معقول مصلحت کے تحت ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے اپنے بچے کو دودھ پلوانا چاہے تو اس کا مجاز ہے۔

دفعہ 32-انَّا کو مدتِ اجارہ ختم ہونے کے بعد اجارہ جاری رکھنے پر مجبور کرنا:

انَّا کو مدتِ اجارہ کے اختتام کے بعد بھی رضاعت پر مجبور کیا جائے گا، اگر بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پیتا ہو، البتہ وہ ماں کے پاس بچہ کو دودھ پلانے کی پابند نہ ہوگی، اگر اجارہ میں اس طرح کی شرط عائد نہ کی گئی ہو۔

دفعہ 33-مقامِ رضاعت:

مرضعہ مقامِ حضانت پر رضاعت کی پابند ہوگی، مگر وہاں سکونت کی پابند نہ ہوگی، الا یہ کہ معاہدۂ رضاعت میں شرط ٹھہرایا گیا ہو اور درصورتِ اختلاف کسی معاہدہ کی عدم موجودگی میں مقامِ رضاعت کے سلسلے میں حسبِ عرف ورواج عمل درآمد ہوگا۔

باب ہشتم :... ثبوتِ رضاعت

فصلِ اول: ثبوتِ رضاعت بذریعہ شہادت

دفعہ 34-ثبوتِ رضاعت بذریعہ شہادت:

رضاعت کا ثبوت دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ہوگا، اگرچہ کوئی ایک عورت خود مرضعہ ہی کیوں نہ ہو، مگر شرط ہوگا کہ گواہ عادل ہوں، عاقل ہوں، بالغ ہوں، آزاد ہوں۔

درج بالا معیارِ شہادت کے مطابق ثبوتِ رضاعت ہونے کے بعد احکام درج ذیل ہوں گے:

(1) بحکم نکاحِ فاسد، زوجین میں متارکت یا تفریق لازم ہوگی۔

(2) بیوی مہر کی مستحق نہ ہوگی، اگر وہ غیر مدخولہ ہو۔

(3) مہرِ مثل اور مقررہ مہر میں سے کم تر کی مستحق ہوگی، اگر مدخولہ ہو۔

بہر دو صورت شوہر پر عدت کا خرچہ اور رہائش فراہم کرنا لازم نہ ہوگا۔

توضیح 1:- درصورتِ متارکت اگر زوجہ غیر مدخولہ ہے تو صرف علیحدگی کافی ہے اور زبان سے کہہ دینا لازم ہے اگر وہ مدخولہ ہے۔

توضیح 2:- اگر عدالت نے فقط مرضعہ کی شہادت پر زوجین میں تفریق کا فیصلہ جاری کر دیا تو کالعدم قرار پائے گا۔

توضیح 3:- درج بالا نصابِ شہادت اگر زوجہ کے پاس گزرے تو اسے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہ ہوگا۔

درج بالا نصابِ شہادت مکمل نہ ہونے کی صورت میں ثبوتِ رضاعت نہ ہوگا، خواہ گواہ ثقہ ہوں یا غیر ثقہ، رضاعت طاری ہو یا نہ ہو، شہادت قبل العقد ہو یا بعد العقد ہو، گواہ صرف مرد یا صرف عورتیں ہوں یا مخلوط ہوں، مگر از روئے احتیاط افضل یہ ہوگا کہ زوجین مفارقت اختیار کر لیں اور اگر زوجین میں یکجائی نہ ہوئی ہو تو شوہر کے لیے افضل یہ ہے کہ نصف مہر ادا کرے اور یکجائی ہو چکی ہو تو پورا مہر ادا کرے اور عدت کا خرچ اور رہائش بھی فراہم کرے اور زوجہ کے لیے افضل یہ ہے کہ عدمِ یکجائی کی صورت میں کچھ مہر نہ لے اور بصورتِ یکجائی مہر مثل اور مقررہ مہر میں سے اقل ترین وصول کرے اور نفقہ وسکنیٰ قبول نہ کرے۔

دفعہ 35- اقرار سے ثبوتِ رضاعت:

(1) جو کوئی مرد کسی عورت کے متعلق نکاح سے قبل یا بعد رشتۂ رضاعت کا اقرار کرے اور پھر اس سے رجوع کرے تو رجوع درست ہے۔ اگر اقرار پر اصرار کرے اور پھر رجوع کرے تو رجوع درست نہ ہوگا اور:

(الف) اسے متذکرہ عورت سے نکاح سے روک دیا جائے گا، اگر نکاح نہیں ہوا ہے۔

(ب) اگر نکاح ہو چکا ہے تو اس پر متارکت واجب ہوگی، خواہ بیوی تصدیق کرے یا تکذیب، البتہ بصورتِ تکذیب اگر بیوی مدخولہ نہیں تو شوہر پر نصف

مہر واجب ہوگا اور اگر مدخولہ ہے تو کل مہر اور عدت کا نفقہ اور سکنٰی فراہم کرنا لازم ہوگا۔

(ج) اگر بیوی تصدیق کرے تو اگر غیر مدخولہ ہے تو مہر کی مستحق نہیں اور اگر مدخولہ ہے تو کل مہر کی مستحق ہے، البتہ عدت کا خرچ پانے کی مستحق نہیں۔

(2) اگر کوئی عورت کسی مرد کے متعلق رشتۂ رضاعت کا اقرار کرے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا، خواہ:

اقرارِ نکاح سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔

عورت اقرار پر اصرار کرے یا نہ کرے، البتہ اگر شوہر تصدیق کرے تو اس پر متارکت واجب ہوگی، بصورتِ دیگر قاضی تفریق کردے گا۔

(3) جو کوئی مرد و عورت نکاح سے قبل یا بعد باہم رشتۂ رضاعت کا اقرار کریں اور پھر اس سے رجوع کریں تو درست ہے اور باہم نکاح جائز ہے، تاہم اگر مرد اقرار پر اصرار کرے تو اسے متذکرہ عورت سے نکاح سے روک دیا جائے اور اگر نکاح ہو چکا ہے تو متارکت یا تفریق واجب ہوگی۔

توضیح:۔اقرار کا مطلب یہ ہے کہ مرد یوں کہے کہ میری بیوی میری رضاعی بیٹی یا رضاعی ماں یا رضاعی بہن ہے۔

اصرار کا مطلب اقرار کا تکرار نہیں، بلکہ اس طرح کے کلمات ہیں کہ ''یہ بات ٹھیک ہے، سچ ہے، صحیح ہے، حق وہی ہے جو میں نے کہہ دیا'' یا اس سے ہم معنی کوئی اور کلمات کہے۔

اقرار سے رجوع یہ ہے کہ مجھے وہم ہو گیا، مجھ سے غلطی ہوئی، مجھ سے خطا ہوئی، میں بھول گیا، میں نے جھوٹ بولا وغیرہ۔

دفعہ 36–زوجین کا ثبوتِ رضاعت کی تصدیق یا تکذیب کرنا:

اگر کوئی عورت مدعیہ ہو کہ اس نے زوجین کو دودھ پلایا ہے تو زوجین:

(1) تصدیق کریں گے، یا

(2) تکذیب کریں گے، یا

(3) صرف شوہر تصدیق کرے گا، یا

(4) صرف زوجہ تصدیق کرے گی۔

پہلی اور تیسری صورت میں بوجہ فسادِ نکاح زوجین پر متارکت یا تفریق واجب ہوگی۔

دوسری صورت میں ازروئے قضا نکاح برقرار رہے گا، تاہم خبر کے صدق کا احتمال غالب ہو تو علیحدگی افضل ہے۔ مؤخرالذکر صورت میں بھی نکاح قائم رہے گا، مگر زوجہ اپنے زوج سے حلف لے سکے گی۔

فصلِ دوم: رضاعتِ طاری

دفعہ 37 رضاعتِ طاری کا حکم:

ایک شخص کی بڑی بیوی نے اپنی سوکن کو مدتِ رضاعت میں دودھ پلادیا تو احکام درج ذیل ہوں گے:

(1) دونوں بیویاں اپنے شوہر پر حرام ہوجائیں گی۔

(2) بڑی بیوی کی حرمت دائمی ہوگی۔

(3) اگر بڑی بیوی مدخولہ ہو تو پورے مہر کی مستحق ہو گی۔

(4) اگر بڑی بیوی مدخولہ نہ ہو تو اگر:

الف:- اس نے اپنی رضا و اختیار سے دودھ پلایا ہو تو مہر کی مستحق نہ ہو گی۔

ب:- اگر بڑی نے اپنی رضا و اختیار سے دودھ نہیں پلایا، بلکہ اس پر جبر کیا گیا تھا، یا وہ مجنونہ اور مخبوط الحواس تھی یا حالتِ نیند میں چھوٹی نے اس کا دودھ پیا یا کسی نے بڑی کا دودھ لے کر بڑی کی ترغیب وتحریض کے بغیر چھوٹی کو پلا دیا تو بڑی بیوی نصف مہر کی مستحق ہو گی۔

(5) چھوٹی بیوی ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو گی، اگر بڑی بیوی کا دودھ شوہر سے ہو۔

(6) اگر دودھ کسی اور شخص سے ہو، مگر شوہر بڑی بیوی سے دخول کر چکا ہو تو بھی چھوٹی بیوی ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو گی۔

(7) اگر بڑی بیوی مدخولہ نہ ہو تو:

الف:- شوہر کو چھوٹی بیوی سے دوبارہ نکاح جائز ہو گا۔

ب:- چھوٹی بیوی بہر صورت نصف مہر کی مستحق ہو گی، خواہ بڑی بیوی مدخولہ ہو یا نہ ہو۔

(8) شوہر چھوٹی بیوی کو دیئے ہوئے مہر کا تاوان بڑی بیوی سے وصول کرنے کا مجاز ہو گا بشرطیکہ:

الف:- بڑی بیوی عاقلہ ہو۔

ب:- اس نے اپنے اختیار سے دودھ پلایا ہو۔

ج:-اس نے بد نیتی سے، یعنی نکاح فاسد کرنے کی نیت سے اپنی سوکن کو دودھ پلایا ہو۔

د:-اس نے بیداری کی حالت میں دودھ پلایا ہو۔

ھ:-اس کو معلوم ہو کہ رضیعہ اس کی سوکن ہے اور دودھ پلانے سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔

و:-سوکن کی بھوک مٹانے یا جان بچانے کی نیت سے دودھ نہ پلایا ہو۔

دفعہ 38-کوئی عورت کسی کی بیویوں کو دودھ پلادے:

کسی اجنبی عورت نے کسی شخص کی دو بیویوں کو ایک وقت یا مختلف اوقات میں دودھ پلایا تو دونوں شوہر پر حرام ہو جائیں گی، مگر بعد از متارکت کسی ایک سے دوبارہ نکاح جائز ہو گا۔

دفعہ 39-بلا اجازتِ شوہر اپنے بچوں کو دودھ پلانا:

بیوی اپنے موجودہ شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے اس بچہ یا بچوں کو دودھ پلاسکتی ہے جو موجودہ شوہر سے متولد نہیں۔

توضیح:-بیوی کی اولاد خواہ ایک شوہر سے ہو یا ایک سے زائد سے ہوں۔

باب نہم :... عمومی احکام

دفعہ 40- بیوی کا کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلانا:

(1) اگر بیوی نے نکاح سے قبل کسی بچے کو دودھ پلانے کا معاہدہ کیا ہے تو شوہر معاہدہ ختم کرنے یا بیوی کو معاہدے کی تعمیل سے روکنے کا مجاز نہیں۔

(2) اگر بیوی نے بحالتِ ازدواج برضائے شوہر دودھ پلانے کا معاہدہ کیا ہے تو بھی معاہدے کی پاسداری لازم ہے۔

(3) اگر بعد از نکاح بلا اجازتِ شوہر معاہدہ کیا ہے تو معاہدہ درست نہیں اور شوہر کو فسخِ معاہدہ کا حق حاصل ہے۔

دفعہ 41- بیوی کا دودھ پینا حرام مگر باعثِ حرمت نہیں:

بیوی کا دودھ پینا ازروئے شرع حرام ہے، تاہم نکاح میں جب کہ شوہر مدتِ رضاعت میں نہ ہو، کسی خلل یا فساد کا باعث نہ ہے۔

دفعہ 42- بچوں کو فاسقہ یا بے وقوف عورتوں کا دودھ پلانا:

بچے کو غیر مسلمہ یا فاسقہ وفاجرہ یا بیوقوف عورت کا دودھ پلانا مکروہ ہے، تاہم اس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوگی۔

دفعہ 43- مصنوعی سبب سے اُترنے والے دودھ کا حکم:

دودھ اگر ولادت کے سبب نہ ہو، بلکہ مصنوعی سبب مثلاً: دوا، انجکشن وغیرہ کے سبب سے

اُتر آیا ہو تو صرف اسی عورت سے حرمتِ رضاعت کے قیام کا باعث ہوگا۔

دفعہ 44- خون سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی:

رضاعت کی مدت میں بچے کو کسی عورت کا خون دینے سے اس عورت کے ساتھ رضاعت کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔

دفعہ 45- دودھ کو مصنوعی طریقے سے بدل دینے کا حکم:

عورت کا دودھ اگر دہی یا کریم یا پنیر وغیرہ بنا کر بچہ کو کھلا دیا جائے تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

دفعہ 46- دودھ بینک کا قیام:

دودھ بینک کا قیام از روئے شرع ناجائز ہے۔

حصّہ سوم
حَضانت

احکام حضانت

(اولاد کی پرورش وتربیت اورنگہداشت و پرداخت کو شریعت کے خطوط پر اُستوار کرنے کا قانون)

تمہید

ہرگاہ کہ قرینِ مصلحت ہے کہ اولاد کی پرورش ونگہداشت اورتربیت و پرداخت کے متعلق ایک جامع اورمکمل، مفصل اور مدلل، اسلامی خطوط پر اُستوار اورتعلیماتِ شرعیہ کے موافق ومطابق قانون بنایا جائے، تا کہ خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ مملکتِ خداداد پاکستان کے قیام کی حقیقی غرض وغایت، اساسی مقصداور بنیادی ہدف کوحاصل کیا جاسکےاور ایک صالح اور پاکیزہ معاشرے کے قیام کوعمل میں لایا جاسکے،لہٰذادرج ذیل قانون وضع کیا جاتاہے۔

دفعہ 1۔مختصرعنوان،اورنفاذ:

(1) یہ قانون ''قانونِ پرورشِ اولاد'' کہلائے گا۔

(2) اس قانون کااطلاق تمام حنفیوں پرہوگا۔

دفعہ 2۔تعریفات:

اس قانون میں تاوقتیکہ سیاق وسباق عبارت سے کچھ اورمطلب ومفہوم نہ نکلتاہو،درج

ذیل الفاظ کے وہی معنی لیے جائیں گے جو بذریعہ ہٰذا ان کے لیے بالترتیب مقرر کیے گئے ہیں، یعنی:

(1) ذورحم محرم:- اس سے مراد بچے کا ایسا رشتہ دار ہے جو تین صفات کا حامل ہو:

(الف) بچہ کے ساتھ اس کا رشتہ نسب کا رشتہ ہو۔

(ب) بچہ کے ساتھ اس کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔

(ج) نکاح نسب کے سبب نہ کہ کسی اور سبب مثلاً رضاعت یا مصاہرت کے سبب حرام ہو۔

(2) سفر:- اس سے مراد سفرِ لغوی یا سفرِ شرعی نہیں، بلکہ زیرِ پرورش بچے کے جائے قیام سے اتنی مسافت مراد ہے کہ بچے کا سرپرست ونگران دن ہی دن کو بچے سے مل کر واپس نہ لوٹ سکے۔

(3) سال:- سال سے مراد قمری سال ہے۔

(4) حاضنہ:- شرعی اہلیت رکھنے والی وہ عورت جسے بچہ کی پرورش سپرد ہو۔

(5) بچہ:- اس سے مراد نابالغ لڑکا یا لڑکی یا ان کے مشتقات ہیں۔

(6) ولی:- ولی سے مراد زیرِ پرورش کا ولی ہے جسے اس پر شرعی ولایت حاصل ہو۔

(7) وصی:- وصی کا مطلب وہ شخص ہے جسے نابالغ کے باپ یا دادا نے نابالغ کی نگہداشت و پرداخت یا اپنے ترکہ کی تولیت وانتظام سپرد کیا ہو۔

(8) پنچایت:- دو یا دو سے زائد بالغ، اہلِ علم، مسلمان مردوں پر مشتمل ایسی جماعت ہے جو دین دار، تجربہ کار اور صاحبِ بصیرت ہو اور ترجیحاً زیرِ پرورش کے قرابت دار ہو۔

(9) ذوی الارحام:- اس سے شرعی قانونِ وراثت کی اصطلاح مراد ہے، مگر زیرِ پرورش

کا محرم ہونا بھی لازمی شرط ہے۔

(10) دفعہ:- دفعہ سے قانونِ ہذا کی دفعہ مراد ہے۔

(11) شق:- اس دفعہ کی شق مراد ہے جس میں وہ واقع ہو۔

(12) مذکر و مؤنث:- وہ الفاظ جن سے صیغۂ مذکر کا مفہوم نکلتا ہو، صیغۂ مونث پر بھی حاوی سمجھے جائیں گے۔

(13) واحد اور جمع:- صیغہ واحد کے الفاظ میں جمع اور صیغہ جمع کے الفاظ میں واحد کا صیغہ بھی شامل ہے۔

دفعہ 3- حضانت کی تعریف:

شرعی مستحق کا بچے کی پرورش کرنے کو حضانت کہتے ہیں۔

دفعہ 4- ماں کا حقِ حضانت:

حضانت کا اولین حق بلا قیدِ مذہب زیرِ پرورش کی سگی ماں کو ہے، خواہ وہ بچے کے باپ کے نکاح میں ہو، یا عدت میں ہو، یا بچے کے باپ کی موت یا کسی دیگر سبب فسخ کی بنا پر عدت گزار کر آزاد ہو گئی ہو، مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ 10 کے احکام کے تابع پرورش کی اہلیت رکھتی ہو۔

دفعہ 5- غیر مسلمہ کا حقِ حضانت:

غیر مسلمہ پرورش کنندہ کو، خواہ ماں ہو یا کوئی اور، اگرچہ کسی آسمانی دین کی پیرو نہ ہو، بشرطیکہ مرتدہ نہ ہو، اس وقت تک مسلمان بچے کی پرورش کا حق ہے جب تک:

(1) بچے میں دین سمجھنے کی صلاحیت پیدا نہ ہو، یا

(2) اس کے متعلق کفر سے مانوس ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی غیر مسلمہ کو سات سال سے زائد کسی لڑکی کا حق

پرورش نہ ہوگا۔

توضیح:۔ غیر مسلمہ کو غیر مسلم کم سن کے متعلق دفعہ ہذا میں مذکور قیود کے بغیر بھی حق پرورش حاصل ہے۔

دفعہ 6۔ماں کی قرابت دار عورتوں کا حقِ حضانت:

ماں کی بوجہ وفات عدم موجودگی، یا پرورش پر غیر آمادگی، یا عدم اہلیت کی بناء پر حضانت کا حق بالترتیب مندرجہ ذیل عورتوں کو حاصل ہوگا اور زیر حضانت کا ولی اپنے حین حیات یا بعد از وفات بذریعہ تقرر وصی مستحقِ حضانت عورت کا حق زائل نہیں کر سکے گا:

(1) نانی

(2) پرنانی

(3) سکڑنانی (خواہ کتنے ہی اوپر کڑی کی کیوں نہ ہو)

(4) دادی

(5) پردادی

(6) سکڑدادی (خواہ کتنے ہی اوپر درجہ کی ہو)

(7) سگی بہن

(8) ماں شریک بہن

(9) باپ شریک بہن

(10) سگی بہن کی بیٹی (سگی بھانجی)

(11) ماں شریک بہن کی بیٹی (مادری بھانجی)

(12) سگی خالہ

(13)ماں شریک خالہ (مادری خالہ)

(14)باپ شریک خالہ (پدری خالہ)

(15)باپ شریک بہن کی بیٹی

(16)سگی بھتیجی

(17)ماں شریک بھتیجی

(18)باپ شریک بھتیجی

(19)سگی پھوپھی

(20)ماں شریک پھوپھی

(21)باپ شریک پھوپھی

(22)ماں کی سگی خالہ

(23)ماں کی ماں شریک خالہ

(24)ماں کی باپ شریک خالہ

(25)باپ کی سگی خالہ

(26)باپ کی ماں شریک خالہ

(27)باپ کی باپ شریک خالہ

(28)ماں کی سگی پھوپھی

(29)ماں کی ماں شریک پھوپھی

(30)ماں کی باپ شریک پھوپھی

(31)باپ کی سگی پھوپھی

(32) باپ کی ماں شریک پھوپھی

(33) باپ کی باپ شریک پھوپھی

توضیح:- درج بالا مؤنث رشتہ داروں کی فہرست درج ذیل اصولوں پر مبنی ہے:

(1) حق حضانت میں عورتوں کو مردوں پر اور ماں کے قرابت داروں کو باپ کے رشتہ داروں پر ترجیح حاصل ہے۔

(2) حق حضانت درجہ بدرجہ قریب سے بعید عورت کی طرف منتقل ہوگا، جب قریبی رشتہ دار عورت نہ ہو یا ہو مگر آمادہ نہ ہو یا دست بردار ہو چکی ہو یا نااہل ہو تو دور کی رشتہ دار عورت کو حق حاصل ہوگا۔

(3) ایک درجہ میں دو مستحق رشتہ دار جمع ہو جائیں تو ترجیح اسے حاصل ہوگی جو جانبین سے قرابت رکھتا ہو۔

(4) چچا زاد، تایا زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد بہنوں کو حق حضانت حاصل نہ ہوگا۔

دفعہ 7- عصبات کا حقِ حضانت:

(الف) ماں یا دفعہ 6 اور 7 میں مذکور پرورش کی مستحق کوئی عورت نہ ہو، یا ہو مگر اہلیت نہ رکھتی ہو، یا اہلیت رکھتی ہو مگر پرورش پر آمادہ نہ ہو، یا پرورش پر آمادہ ہو مگر مدتِ پرورش اختتام پذیر ہو چکی ہو تو حقِ پرورش قانونِ وراثت کے مطابق درجہ بدرجہ عصبہ کو ہوگا، یعنی:

(1) باپ

(2) دادا

(3) پردادا

(4) سگا بھائی

(5) باپ شریک بھائی

(6) سگے بھائی کا لڑکا (سگا بھتیجا)

(7) باپ شریک بھائی کا لڑکا (سوتیلا بھتیجا)

(8) سگا چچا

(9) باپ شریک چچا (سوتیلا چچا)

(10) سگے چچا کا لڑکا

(11) باپ شریک چچا کا لڑکا

(12) باپ کا حقیقی چچا

(13) باپ کا پدری چچا

(14) دادا کا حقیقی چچا

(15) دادا کا پدری چچا

اگر بچہ کسی حاضنہ کے زیرِ پرورش ہو تو مدتِ پرورش کے اختتام پر عصبہ کو بچہ اپنی تحویل میں لینے کا حق ہوگا اور اگر عصبہ مطالبہ نہ کرے یا آمادہ نہ ہو تو بزورِ عدالت اسے مجبور کیا جائے گا۔

(ب) عصبہ میں شرط ہوگا کہ:

(1) اس کا دین اور زیرِ پرورش کا دین ایک ہو، بنا برایں ایک عیسائی بچی جس کا ایک بھائی مسلمان اور دوسرا عیسائی ہو، وہ عیسائی بھائی کی تحویل میں دی جائے گی۔

(2) عصبہ کا زیرِ پرورش لڑکی کا محرم ہونا شرط ہے، بنابرایں لڑکی بر بنائے استحقاق کسی غیر محرم عصبہ کی پرورش میں نہیں دی جائے گی، خواہ:

لڑکی کا ذوی الارحام میں سے کوئی محرم ہو یا نہ ہو۔

لڑکی بہت کمسن ہو یا مشتہاۃ ہو۔

عصبہ قابلِ اطمینان ہو یا نا قابلِ اعتماد ہو۔

(د) اگر ایک ہی درجے میں پرورش کے مستحق کئی اشخاص جمع ہوں اور سب ہی پرورش کے خواہاں ہوں تو جو زیادہ بہتر و مناسب ہو وہ مقدم ہوگا، پھر جو زیادہ پرہیز گار ہو، پھر جو زیادہ عمر رسیدہ ہو۔

دفعہ 8-ذوی الارحام کا حقِ حضانت:

(1) دفعہ 5، 6، 7 اور 8 میں مذکور مستحقینِ حضانت کی عدم موجودگی یا غیر آمادگی یا عدمِ اہلیت کی صورت میں پرورش کا حق درج ذیل ترتیب کے مطابق (مذکر) ذوی الارحام کو ہوگا:

الف:-ماں کا باپ (نانا)

ب:-اخیافی بھائی (ماں شریک بھائی)

ج:-اخیافی بھائی کا بیٹا

د:-اخیافی چچا

ھ:-حقیقی ماموں

و:-پدری ماموں

ز:-مادری ماموں

(2) ذوی الارحام ''الأقرب فالأقرب'' کے اصول کے تحت حضانت کے حق دار ہوں گے۔

(3) اگر ایک ہی درجہ میں ایک سے زائد مستحق حضانت اشخاص جمع ہو جائیں اور سب ہی اہل اور پرورش کے خواہاں ہوں تو جو زیادہ بہتر و مناسب ہو وہ مقدم ہوگا، پھر جو زیادہ پرہیز گار ہو، پھر جو زیادہ عمر رسیدہ ہو۔

(4) چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنوں کو حق حضانت حاصل نہ ہوگا، خواہ پرورش کنندہ اور زیرِ پرورش کی جنس ایک ہو یا مختلف۔

(5) ذوی الارحام سے مراد یہ ہے کہ جو:

الف:- ذی رحم ہوں۔

ب:- محرم ہوں۔

ج:- مگر عصبہ نہ ہوں۔

دفعہ 9- پرورش کنندہ کی اہلیت:

(1) پرورش کنندہ ماں ہو یا اس کی کوئی عزیزہ یا کوئی مرد ہو، لازم ہے کہ درج ذیل صفات کا حامل ہو:

الف:- آزاد ہو۔

ب:- عاقل ہو۔

ج:- بالغ ہو۔

د:- قابل اعتماد ہو۔

ھ:- پرورش پر قدرت رکھتا ہو۔

و:- ایسے فسق میں مبتلا نہ ہو جس کے سبب بچے کے ضیاع کا اندیشہ ہو۔

ز:- بچہ کا ذی رحم محرم ہو۔

(2) پرورش کنندہ عورت ہو تو مزید شرط ہوگا کہ:

الف:- بچے کے غیر ذی رحم محرم سے نکاح نہ کرلے یا ایسے شخص کے نکاح میں نہ ہو۔

ب:- خود بچے کی ذو رحم محرم ہو۔

ج:- بچے کو زیر پرورش لینے پر آمادہ ہو۔

د:- بچے کو نفرت والے ماحول میں نہ رکھے۔

ھ:- مرتدہ نہ ہو۔

و:- دفعہ 14 کے احکام کے تحت بچے کی مفت پرورش سے انکار نہ کرتی ہو جب کہ کوئی اور حضانت کا اہل رضا کارانہ پرورش پر آمادہ ہو۔

ز:- دفعہ 16 کے احکام کے تحت بچے کو ولی کی مرضی کے خلاف دور منتقل نہ کیا ہو۔

(3) پرورش کنندہ عصبہ ہو تو شرط ہوگا کہ اس کا اور بچے کا دین ایک ہو۔

توضیح 1- اگر پرورش کنندہ مکاتبہ ہو تو اسے معاہدہ کتابت کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا حق پرورش حاصل ہوگا۔

توضیح 2- اگر پرورش کنندہ مراہق ہو تو اسے حق حضانت حاصل ہوگا بشرطیکہ وہ مراہقت کا دعویٰ بھی کرتا ہو۔

توضیح 3- عصبہ میں سے چچازاد کو باوجود عدم محرمیت کے لڑکے کی پرورش کا حق ہوگا تاہم

غیرمحرم عصبہ کو بچی کی پرورش کا حق نہ ہوگا الا یہ کہ دیگر اہل اشخاص کی عدم موجودگی یا عدم رضامندی یا عدم اہلیت کی بنا پر عدالت اسے موزوں تصور کرے۔

توضیح 4- اگر مستحقِ حضانت درج بالا شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی کھو دے تو اس کا حقِ حضانت ساقط ہو جاتا ہے۔

دفعہ 10- اجنبی سے نکاح کے سبب حضانت کا سقوط:

حاضنہ کا حقِ پرورش بچے کے غیر ذی رحم محرم سے محض نکاح کے سبب ساقط ہو جائے گا۔

استثناء (1) اگر زیرِ پرورش لڑکے کے دو چچازاد بھائیوں کے علاوہ کوئی اور نہ ہو اور پرورش کنندہ ایک سے نکاح کرلے تو اس کا حق حضانت ساقط نہ ہوگا۔

(2) حاضنہ زیرِ پرورش کی نانی ہو اور بچے کے دادا سے نکاح کرلے۔

توضیح 1:- بچے کا ذی رحم محرم، وہ ہے جس سے:

الف:- نسبی رشتہ ہو

ب:- وہ محرم بھی ہو

ج:- اس سے نکاح کی حرمت نسب کی وجہ سے ہو۔

لہٰذا درج ذیل اشخاص سے نکاح بھی حضانت کے سقوط کا باعث ہوگا:

رضاعی چچا: کیونکہ نکاح حرام ہے مگر نسب کا رشتہ نہیں

چچازاد: کیونکہ نسبی رشتہ ہے مگر نکاح حرام نہیں

رضاعی چچا کا نسبی بیٹا: کیونکہ رشتہ دار بھی ہے اور نکاح بھی حرام ہے، مگر نکاح نسب کے سبب نہیں، بلکہ رضاعت کے سبب حرام ہے۔

(3) درج ذیل صورتوں میں بچے کے لیے اجنبی سے نکاح حضانت کے سقوط کا باعث

نہ ہوگا:

1- حاضنہ زیرِ پرورش کی نانی ہواور بچہ کے دادا سے نکاح کرلے۔

2- حاضنہ زیرِ پرورش کے چچا سے نکاح کرلے۔

3- حاضنہ بچے کے کسی اور نسبی رشتہ دار سے جس سے خون کے رشتہ سے بچے کا نکاح حرام ہو، نکاح کرلے۔

دفعہ 11- حضانت کا سقوط اور بحالی:

اہلیت کھودینے سے حق حضانت ساقط ہوجائے گا اور اہلیت بحال ہونے یا حضانت سے دست بردار ہونے کے بعد رجوع کرنے سے دوبارہ بحال ہوجائے گا مگر مطلقہ رجعیہ عدت کی تکمیل کے بعد ہی حضانت کی مستحق ہوگی۔

توضیح: اہلیت کی شرط پوری کرکے اگرچہ حق حضانت حاصل یا بحال کیا جاسکتا ہے مگر مطلقہ بائنہ طلاق کے بعد اور مطلقہ رجعیہ عدت کی تکمیل کے بعد حضانت کی مستحق ہوگی۔

دفعہ 12- حضانت پر جبر:

ماں یا کسی اور پرورش کنندہ عورت یا مرد کو پرورش کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا مگر یہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور نہ ہو یا ہو مگر اہلیت نہ رکھتا ہو یا اہلیت رکھتا ہو مگر آمادہ نہ ہو یا آمادہ ہو مگر اجرت طلب کرتا ہو اور بچہ اور اس کا باپ ادا نہ کرسکتے ہوں۔

توضیح: حضانت پر جبر استحقاق اجرت کے منافی نہیں۔

دفعہ 13- اجرت کا استحقاق:

پرورش کنندہ ماں کے علاوہ کوئی اور ہو یا ماں ہو جب کہ زیرِ پرورش بچے کے باپ کی منکوحہ یا معتدہ نہ ہو تو اجرت کی مستحق ہے، اگرچہ پرورش اس پر ازروئے شرع لازم ہو۔

اگر پرورش کنندہ، خواہ ماں ہو یا کوئی اور، کے پاس رہائش نہ ہوتو اسے رہائش کی فراہمی یا اجرت کی ادائیگی لازم ہے اور اگر بچہ خادم کا محتاج ہو اور باپ مال دار ہو تو اسے خادم مہیا کرنا بھی لازم ہے۔

توضیح: حضانت کی اجرت، نان ونفقہ اور رضاعت کی اجرت کے علاوہ ہوگی۔

دفعہ 14-اُجرتِ حضانت کی ادائیگی:

حضانت کی اُجرت، رضاعت اور نان ونفقہ کے علاوہ ہوگی اور بچے کے مال میں سے واجب الاداء ہوگی بشرطیکہ بچے کے پاس مال ہو، ورنہ بچے کے باپ پر لازم ہوگی، ورنہ جن پر بچے کا نفقہ واجب ہو، ان پر لازم ہوگی۔

دفعہ 15- بچے کو اس کے وطن سے باہر لے جانا یا بچے کی نقل مکانی:

بچے کی جائے سکونت وہاں ہوگی جہاں بچے کا باپ یا ولی قیام پذیر ہو، بنابرایں:

(1) بچہ ماں کے زیرِ پرورش ہوتو وہ تنہا یا بچے کو ہمراہ لے کر گھر سے نکلنے کی مجاز نہ ہوگی، اگر شوہر کی اجازت نہ ہو یا اجازت ہو مگر وہ عدت میں ہو۔

(2) انقضائے عدت کے بعد وہ بچے کو کہیں دور یا قریب منتقل کرنے کی مجاز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ جہاں انتقال کا ارادہ ہو، وہ مقام:

الف:- ماں کا وطن ہو۔

ب:- وہاں بچے کے باپ سے نکاح انجام پایا ہو۔

ان دونوں شرطوں یا ان میں سے کسی ایک شرط کی عدم موجودگی میں وہ بچے کو لے کر صرف قریب نقل مکانی کی مجاز ہے بشرطیکہ نقل مکانی شہر سے گاؤں کی طرف نہ ہو۔

(3) ماں بچے کو دارالحرب منتقل کرنے کی مجاز نہ ہوگی الا یہ کہ زوجین حربی مشرک ہوں۔

(4) ماں کے علاوہ کوئی اور عورت خواہ دادی یا نانی ہی کیوں نہ ہو، بچے کے باپ یا ولی کی اجازت کے بغیر بچے کو کہیں منتقل کرنے کی مجاز نہیں۔

(5) زیرِ پرورش کا باپ یا ولی بھی ماں سے یا کسی اور حاضنہ سے اس کی مرضی کے خلاف نہ زیرِ پرورش کو لے سکتا ہے نہ ہی نقل مکانی کر سکتا ہے الا یہ کہ پرورش کنندہ کسی شرعی سبب سے حق حضانت گنوا بیٹھی ہو اور بچے کو حقِ پرورش رکھنے والے کے سپرد کرنے کے لئے سفر ناگزیر ہو۔

توضیح: دفعہ ہٰذا میں سفر سے مراد اتنی مسافت ہے کہ بچے کا باپ دن ہی دن میں اسے دیکھ کر واپس گھر نہ پہنچ سکتا ہو۔

دفعہ 16-حقِ پرورش کا اختتام:

(1) لڑکا سات سال تک اور لڑکی نو سال تک زیرِ حضانت رہیں گے، اگرچہ ان کا نکاح ہو گیا ہو اور مجنون اور معتوہ کا حق پرورش اس مدت کے بعد بھی ماں کو رہے گا مگر یہ ان کا مفاد عصبہ کو سپرد کرنے میں ہو۔

(2) ولد الملاعنہ اور ولد الحرام کا حق پرورش ماں اور اس کی قرابت داروں کو حاصل ہوگا۔

(3) لقیط کا حقِ پرورش ملتقط کو حاصل ہوگا اور کوئی یہاں تک کہ حاکمِ وقت بزور و جبر اسے اس حق سے محروم نہ کر سکے گا مگر یہ کہ وہ اہلیت نہ رکھتا ہو تو عدالت ورنہ مسلمان پنچائت اسے موزوں شخص کے سپرد کر دے گی۔

دفعہ 17- کفالت کا حق:

(1) کوئی مستحق حضانت عورت نہ ہو یا ہو مگر اہلیت نہ رکھتی ہو یا اہل ہو مگر حضانت پر آمادہ نہ ہو یا مدتِ حضانت اختتام پذیر ہو چکی ہو تو زیرِ حضانت بچے کو باپ یا پھر اس کے وصی، دادا یا پھر اس کے وصی یا پھر قریب ترین مستحق عصبہ کے سپرد کر دیا جائے گا، بچے کو پرورش کنندہ اور ولی یا اس کے وصی میں سے کسی کے انتخاب کا اور ولی یا وصی کو انکار کا حق نہ ہوگا، مگر لڑکی غیر محرم عصبہ کے حوالہ نہ کی جائے گی۔

(2) اگر باپ دادا یا ان کا وصی بھی نہ ہو اور کوئی اور مستحق عصبہ بھی نہ ہو تو بچہ حاضنہ کے پاس رہے گا الا یہ کہ عدالت کسی اور کو مفید و مناسب خیال کرے تو اس کے سپرد کر دے۔ اگر عدالت بھی نہ ہو یا ہو مگر موافق شریعت فیصلہ نہ کرتی ہو تو معاملہ علماء کے سپرد ہوگا اور اگر ان کی رائے میں اختلاف ہو تو اعلم کا فیصلہ نافذ ہوگا اور اگر علماء بھی نہ ہوں تو معاملہ مسلمان پنچائت کے سپرد ہوگا۔

دفعہ 18- بلوغت کے بعد کے احکام:

(1) لڑکا بلوغت کے بعد، بشرطیکہ اس سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، اور لڑکی بھی بلوغ کے بعد جب کہ کنواری اور عمر رسیدہ ہو، یا ثیبہ ہو، مگر اس کے متعلق فتنے کا اندیشہ نہ ہو، رہائش میں خود مختار ہوں گے، چاہیں تو:

الف:- الگ تھلگ رہیں

ب:- والد کے ساتھ رہیں

ج:- والدہ کے ساتھ رہیں

د:- کسی اور کے ساتھ یا کہیں اور رہیں

(2) لیکن لڑکا اگر فاسق ہو اور لڑکی اگر:

الف:- کنواری دوشیزہ ہو، یا

ب:-ثیبہ غیر مامونہ ہو

تو ولی انہیں اپنے ساتھ رہائش رکھنے پر مجبور کرسکتا ہے، مگر لڑکی کی صورت میں شرط یہ ہے کہ ولی لڑکی کا محرم ہو اور فاسق نہ ہو۔

(3) اگر لڑکی کا کوئی مستحق عصبہ نہ ہو تو عدالت مجاز ہوگی کہ:

الف:-اسے الگ رہائش اختیار کرنے کی اجازت دے جب کہ اس پر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو چاہے وہ کنواری ہو یا ثیبہ، یا

ب:-کسی قابل اعتماد، امانت دار اور اس کی حفاظت پر قدرت رکھنے والی عورت کی تحویل میں دے دے۔

(4) درج ذیل اشخاص کو قریب تر عصبہ بزور و جبر اپنے ساتھ رہائش پر مجبور کرے گا:

الف:-کنواری جب کہ دوشیزہ ہو۔

ب:-لڑکا جب کہ مامون نہ ہو۔

ج:-ثیبہ جب کہ مامونہ ہو۔

فقرہ شرطیہ: لڑکی کی صورت میں شرط ہے کہ عصبہ اس کا محرم ہو اور فاسق نہ ہو۔

(5) اگر لڑکی کا کوئی مستحق عصبہ نہ ہو تو عدالت مجاز ہوگی کہ:

الف:-اسے الگ رہائش اختیار کرنے کی اجازت دے جب کہ اس پر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو چاہے وہ کنواری ہو یا ثیبہ، یا

ب:-کسی قابل اعتماد، امانت دار اور اس کی حفاظت پر قدرت رکھنے والی عورت کی تحویل میں دے دے۔

حصّہ چہارم
نکاحِ نابالغاں

نکاح بالغاں

دفعہ 1-تعریفات:

قانون ہٰذا میں درج ذیل الفاظ سے وہ معانی مراد ہوں گے، ذیل میں جن کی تصریح گئی ہے مگر یہ کہ کسی جگہ برعکس معنی کی تصریح ہو یا سیاق وسباق عبارت اس سے مخالف ہو۔

(1) ولی اقرب:- وہ شخص جس کو شرعاً ولایت حاصل ہو اور کوئی اس سے زیادہ زیرِ ولایت کے قریب نہ ہو، اگر کوئی اور ہو تو اس کے مساوی یا اس سے بعید ہو۔

(2) ولی ابعد:- اقرب کے متصل وہ ولی جس سے قریب یا تو کوئی ولی نہ ہو یا ہو تو اس کے مساوی یا اس سے بعید ہو، مثلاً باپ غائب ہو اور دادا، بھائی اور چچا موجود ہوں تو ولایت جد کو ہے، جد نہ ہو تو بھائیوں کو ہے اور پھر چچا کو ہے۔

(3) مجنون:- پاگل مراد ہے۔

(4) جنون مطبق:- مسلسل اور مستقل جنون جو مفتی بہ قول کے مطابق ایک ماہ تک مسلسل ہو۔ جنون اگر زمانہ صغر سے ہی لاحق ہو اور بلوغ کے بعد بھی قائم ہو تو زیر ولایت پر ولی کی ولایت برقرار رہتی ہے اور اگر بلوغت کے بعد طاری ہوا ہو تو ولی کی ولایت اس پر لوٹ آتی ہے۔

(5) جنون غیر مطبق:- جو ایک ماہ تک مسلسل نہ ہو۔ جنون غیر مطبق کی صورت میں مجنون کسی دوسرے کے زیرِ ولایت نہیں رہے گا اور اس کے حالت افاقہ کے تصرفات

نافذ ہوں گے اور حالت جنون میں اگر اس کے منفعت یا دفع مضرت کے لیے ضرورت لاحق ہوئی تو ولی کو اس پر ولایت حاصل ہو جائے گی۔

(6) معتوہ:۔ جس کی گفتگو الجھی ہوئی ہو، کام اور اِقدام غیر معقول اور سمجھ کم ہو مگر مجنون کی طرح مارتا اور گالیاں نہ بکتا ہو۔

(7) جد:۔ جد سے مراد جد صحیح ہے جس سے رشتے میں مونث کا واسطہ نہ آتا ہو۔

(8) کفو:۔ جس لڑکے سے نکاح مطلوب ہو اس کے نسب یا کردار یا پیشہ میں لڑکی کی خاندان بہ نسبت کوئی ایسا عیب یا نقص نہ ہو جس کے سبب لڑکی کے اولیاء کو ننگ و عار لاحق ہو، نہ ہی وہ ایسا محتاج ہو کہ اگر لڑکی بالفعل قابل جماع ہو تو نفقہ پر قادر نہ ہو یا کسی قدر مہر کی ادائیگی اگر از روئے عرف یا حسب شرط معجّل ہو تو اس کی ادائیگی پر قدرت نہ رکھتا ہو۔

(9) غبن فاحش:۔ مہر میں اتنی کمی یا زیادتی جو عام طور پر گوارہ نہ کی جاتی ہو مثلاً صغیرہ کا مہر پچاس ہزار باندھا جائے جب کہ اس کا مہر مثل ایک لاکھ ہو یا صغیر کی زوجہ کے لیے ایک لاکھ مہر مقرر کیا جائے جب کہ زوجہ کا مہر مثل پچاس ہزار ہو۔ ایک دوسرے قول کے مطابق مہر میں دسواں حصہ کمی و بیشی غبن فاحش ہے۔ صغیرہ کی طرح صغیر کا بھی کفو میں رشتہ ضروری ہے۔

(10) مہر مثل:۔ عورت کے پدری رشتہ دار عورتوں کا عام طور پر جتنا مہر رائج ہو، مہر مثل کہلاتا ہے۔

(11) معروف بسوئے اختیار:۔ باپ اور دادا کے لیے اس اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے یعنی وہ ولایت کے غلط استعمال میں مشہور ہوں۔ باپ یا دادا سوء اختیار میں معروف اس وقت کہلائے گا جب وہ اپنے زیر ولایت کا نکاح مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ کر دے

یا غیر کفو میں کر دے اور اس سے پہلے بھی وہ اپنے کسی زیر ولایت کے متعلق اس قسم کا خلاف شفقت پدری، فعل برت چکا ہو، اگر پہلا نکاح خلاف شفقت پدری ہوا اور اس سے پہلے وہ کسی غیر مکلف کا نکاح اس کے صریح مفاد کے خلاف نہ کر چکا ہو تو وہ اختیار کے غلط استعمال میں معروف نہ کہلائے گا۔

(12) فسق:۔ فسق زوال ولایت کا باعث نہیں مگر جب اس قدر ہو کہ فاسق کو اپنی عزت وآبرو کی پروانہ ہو تو نکاح کے نفاذ کے لیے شرط ہوگا کہ مہر مثل کی رعایت کے ساتھ اور کفو میں ہو، اسی کو کتب فقہ میں یوں تعبیر کیا گیا ہے کہ باپ دادا معروف بسوء الاختیار نہ ہوں۔

(13) فاسق متہتک:۔ جسے اپنی عزت وآبرو کی پروانہ ہو۔

(14) ماجن:۔ جسے اپنے کیے اور لوگوں کے کہے کی پرواہ نہ ہو:

(15) غیبت منقطعہ:۔ غیبت کی تفسیر میں فقہ حنفی میں مختلف اقوال ملتے ہیں:

ولی مدت قصر کی مسافت پر ہو۔

ولی جہاں ہو وہاں سال بھر میں ایک مرتبہ قافلہ جاتا ہو۔

ولی ایک ماہ کی مسافت کے بقدر دور ہو۔

ولی مفقود الخبر ہو۔

ولی بیس منزل دور ہو۔

ولی پچیس منزل دور ہو۔

ولی کی رائے حاصل ہونے میں دشواری ہو۔

(16) غیبت غیر منقطعہ:۔ جو غیبت منقطعہ نہ ہو۔

(17) عصبہ:- جس کا غیر مکلف سے بلاواسطہ مؤنث رشتہ ہو، یا جس کو ذوی الفروض کے ساتھ ان کا بقیہ اورا کیلے ہو تو کل مال ملتا ہے۔

دفعہ 2- ولایت کی تعریف:

شرعی قدرت، جس کی بدولت دوسرے پر تصرف کے نفاذ کی قدرت حاصل ہو۔

دفعہ 3- ولی کی تعریف:

وہ شخص جو اپنے زیر ولایت کا نکاح اپنی مرضی سے کر سکتا ہو۔

دفعہ 4- ولی کی شرائط:

ولی، خواہ مرد ہو یا عورت، اس کا آزاد، عاقل، بالغ ہونا شرط ہے۔ اگر زیرِ ولایت مسلم ہو تو ولی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، مگر یہ کہ:

(1) ولی آقا ہو اور زیر ولایت اس کا غلام یا باندی

(2) ولی قاضی ہو یا اس کا مجاز نمائندہ ہو۔

توضیح: مرتد کسی کا ولی نہیں ہوسکتا۔

دفعہ 5- ولایت کے اسباب:

ولایت کے اسباب چار ہیں:

1- قرابت

2- ولاء

3- امامت

4- ملک

دفعہ 6-زیر ولایت افراد جو کسی دوسرے کے ولی بھی نہیں ہو سکتے:

(1) نابالغ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، سمجھ دار ہو یا ناسمجھ، لڑکی ہو تو کنواری ہو یا غیر کنواری، غیر کنواری ہو تو نکاح سے قبل کنوارہ پن زائل ہو چکا ہو یا نکاح کے بعد بوجہ دخول کنواری نہ رہی ہو۔

(2) مجنون، خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بالغ ہو یا نابالغ، جنون اصلی ہو یا طاری، اگر طاری ہو تو ایک ماہ تک مسلسل رہا ہو۔

(3) معتوہ، خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بالغ ہو یا نابالغ

دفعہ 7-بقا، عود اور زوال ولایت:

(1) ولی کی ولایت زائل ہو جائے گی، اگر:

الف:-نابالغ بالغ ہو جائے، یا

ب:-مجنون یا معتوہ کو افاقہ ہو جائے، یا

ج:-ولی خود جنون کا شکار ہو جائے، اگر جنون مطبق نہ ہو تو صرف حالتِ جنون کے وقت ولایت زائل ہو گی۔

(2) اگر باپ مجنون یا معتوہ ہو جائے تو بیٹے کو اس پر "ولایتِ نفس" نہ کہ "ولایت مال" حاصل ہو گی۔

(3) ولایت لوٹ آئے گی، اگر بیٹا بلوغت کے بعد مجنون ہو جائے۔

(4) ولی غیبتِ منقطعہ کے ساتھ غائب ہو اور پھر لوٹ آئے تو اس کی ولایت بحال اور ولی بعید کی زائل ہو جائے گی، مگر ولی بعید کے تصرفات نافذ قرار پائیں گے۔

(5) نابالغ بالغ ہو جائے یا مجنون کو افاقہ ہو جائے اور وہ نابالغ نہ ہو تو ولی کا اختیار ان

سے زائل ہوجاتا ہے۔

(6) نابالغ یا مجنون جنون کی حالت میں بلوغ کو پہنچیں تو زیرولایت رہیں گے۔

(7) باپ مجنون یا معتوہ ہوجائے تو بیٹے کو اس پر ولایت نفس نہ کہ ولایت مال حاصل ہوجائے گی۔

(8) ولی جنونِ مطبق کا شکار ہوجائے تو ولایت کھودے گا اور اگر کبھی جنون اور کبھی افاقہ ہوتا ہو تو حالت افاقہ کے تصرفات نافذ قرار پائیں گے۔

(9) باپ مجنون ہوجائے تو بیٹے کو اور بیٹا بلوغ کے بعد مجنون ہوجائے تو باپ کو اس پر دوبارہ ولایت حاصل ہوجائے گی۔

(10) ولی غیبت منقطعہ کے ساتھ غائب ہو اور پھر لوٹ آئے تو اس کی ولایت بحال اور ولی بعید کی زائل ہوجائے گی، مگر ولیٔ بعید کے تصرفات نافذ قرار پائیں گے۔

دفعہ 8- عصبہ کے بعد دیگر رشتہ داروں کا حق ولایت:

1- ماں

2- دادی

3- نانی

4- بیٹی

5- پوتی

6- نواسی

7- پسر کی پوتی نواسی

8- دختر کی پوتی نواسی

9-نانا

10-سگی بہن

11-سوتیلی بہن

12-ماں کی اولاد جو باپ شریک نہیں

13-سگی بہن کی اولاد

14-سوتیلی بہن کی اولاد

15-ماں کی اولاد پھوپھی

16-ماموں

17-خالہ

18-چچازاد بہن اور پھر اسی ترتیب سے پھوپھی ماموں اور خالہ وغیرہ کی اولاد

توضیح:- نکاح کے باب میں حضانت کے برعکس ذوی الارحام کا محرم ہونا شرط نہیں۔

دفعہ 9-قرابت داروں کے بعد قاضی کا حق ولایت:

نسبی ولی نہ ہو تو ولایت، سلطان کو ہے پھر اس کے نائب کو پھر قاضی کو پھر اس کے مجاز نمائندہ کو حاصل ہے۔

توضیح:- قاضی کے لیے شرط ہے کہ اسے نابالغوں کے نکاح کا اختیار دیا گیا ہو، اگر اس کے پروانہ تقرری میں یہ خدمت تفویض نہ ہو اور اس نے نکاح کر دیا اور پھر اسے سلطان کی طرف سے یہ خدمت تفویض ہوئی اور اس نے نکاح کو نافذ کر دیا تو نافذ ہو گیا۔

دفعہ 10-علماء اور جماعتِ مسلمین کا حق ولایت:

قاضی نہ ہو تو ولایت علاقہ کے علماء کو اور اگر علماء متعدد ہوں تو ان میں سے اعلم کو اور اگر

اہل علم نہ ہوں تو جماعتِ مسلمین کو حاصل ہے۔

دفعہ 11-باپ دادا کا کیا ہوا نکاح:

زیرِ ولایت کو اس کے باپ نے یا باپ کی عدم موجودگی یا عدم اہلیت کی وجہ سے دادا نے نکاح میں دیا یا مجنون یا مجنونہ کا نکاح اس کے بیٹے نے کیا تو نکاح منعقد، صحیح، نافذ و لازم ہے اور بلوغت کے بعد زیر ولایت کو خیارِ بلوغ بھی حاصل نہیں، خواہ:

نابالغ کو نکاح پسند ہو یا نہ ہو

نابالغہ کنواری ہو یا ثیبہ

مہرِ مثل نکاح میں باندھا گیا ہو یا اس میں کمی فاحش یا زیادتی فاحشہ کی گئی ہو

نکاح کفو میں ہو یا غیر کفو میں ہو، مگر شرط یہ ہے کہ:

(1) معاہدہ نکاح کے وقت باپ یا دادا نشہ میں نہ ہوں۔

(2) ولی (باپ، دادا) اس سے پہلے کسی زیر ولایت کا غیر کفو میں یا مہر میں کمی غبنِ فاحش کرنے کی وجہ سے معروف بسوئے الاختیار نہ ہو چکا ہو۔

اگر باپ بوقت نکاح نشہ میں ہو یا معروف بسوئے الاختیار ہو مگر متذکرہ نکاح مہر مثل کے ساتھ یا اس میں معمولی غبن کے ساتھ کیا ہو اور نکاح کفو میں ہو تو نکاح لازم و نافذ ہے۔

دفعہ 12-باپ دادا، بیٹا کے علاوہ اولیاء کا نکاح کب لازم ہے:

باپ دادا کے علاوہ کسی ولی نے زیرِ ولایت کا نکاح کیا تو نکاح کی صحت کے لیے شرط ہوگا کہ:

(1) مہرِ مثل میں کمی فاحش نہ کی ہو۔

(2) نکاح کفو میں کیا ہو۔

شرائط بالا میں سے کسی شرط کی فقدان کی وجہ سے نکاح سرے سے منعقد نہ ہوگا۔

دفعہ 13-قاضی کو نکاح کی ولایت کب حاصل ہے:

قاضی کو زیر ولایت کے نکاح کا حق حاصل ہے جب کہ:

(1) اس کے پروانہ تقرری میں صراحت ہو۔

(2) قاضی سے قریب زیر ولایت کا ولی نہ ہو۔

(3) ولی ہو مگر اہلیت نہ رکھتا ہو۔

(4) اہلیت رکھتا ہو مگر معقول سبب کے بغیر نکاح سے گریز کر رہا ہو۔

مگر شرط ہوگا کہ قاضی اپنے آپ کے ساتھ یا اپنے اصول وفروع میں سے کسی کے ساتھ زیر ولایت کے نکاح کا مجاز نہ ہوگا۔قاضی کے برخلاف چچا زاد اپنی چچا زاد بہن سے خود نکاح کرسکتا ہے اور دیگر اولیاء اپنے زیر ولایت کا نکاح اپنے فروع سے کر سکتے ہیں۔

دفعہ 14-تعدد اولیاء کی صورت میں ولی کون ہے:

(1) ولی اگر ایک ہو تو اسے ہی نکاحِ نابالغ کا اختیار ہے۔

(2) اگر اولیاء ایک سے زیادہ ہوں اور سب مساوی حیثیت کی ولایت رکھتے ہوں تو ایک یا چند کا نکاحِ نابالغ پر رضامند ہو جانا کافی ہے،دوسروں کو فسخ کا اختیار نہیں۔

(3) اگر سب مساوی حیثیت نہ رکھتے ہوں تو اقرب کا رضامند ہو جانا کافی ہے کیونکہ حقیقت میں وہی ولی ہے۔

دفعہ 15-اولیاء کے تصرفات کا حکم:

(1) مساوی درجے کے اولیاء میں سے کوئی نابالغ کا نکاح کر دے تو نافذ ہے خواہ دوسرا اجازت دے یا مسترد کرے۔

(2) اگر یکے بعد دیگرے نکاح کریں تو اول کا نکاح نافذ اور ثانی کا کالعدم ہے۔

(3) اگر دونوں ایک ساتھ نکاح کر دیں یا دونوں نکاحوں میں تقدیم و تاخیر معلوم نہ ہو تو دونوں باطل ہیں۔

(4) اسی طرح ولی قریب و بعید نے ایک ساتھ اپنے زیر ولایت کا نکاح کر دیا یا

(5) ایک ساتھ تو نہ کیا مگر مقدم موخر کا علم نہیں ہو سکتا تو دونوں نکاح باطل قرار پائیں گے۔

(6) ولیٔ اقرب کے ہوتے ہوئے ولیٔ ابعد نے زیر ولایت کا نکاح کیا تو ولیٔ اقرب کی اجازت پر موقوف رہے گا۔لیکن اگر:

الف:- ولیٔ اقرب اہلیت نہ رکھتا ہو مثلاً نابالغ یا مجنون ہو۔

ب:- یا اہلیت رکھتا ہو مگر غیبت منقطعہ کے ساتھ غائب ہو تو ولیٔ ابعد کا کیا ہو نکاح نافذ قرار پائے گا۔

استثناء: شق ثالث کی صورت میں اگر نابالغہ ایک نکاح کی تقدیم کی مدعیہ ہو تو دعوی درست قرار دیا جائے گا۔

دفعہ 16-ولیٔ اقرب کا نکاح سے گریز:

ولی اقرب، اگر چہ باپ یا دادا ہو، مگر کسی معقول شرعی عذر کے بغیر نابالغہ کے نکاح سے گریز کر رہا ہے مثلاً جوڑ کا رشتہ بھی دستیاب ہے اور وہ مہر مثل کی ادائیگی پر بھی آمادہ ہے اور کوئی اس جیسا یا اس سے بہتر رشتہ دستیاب بھی نہیں ہے اور دستیاب کفو ولیٔ اقرب کی رائے کا انتظار نہ کرتا ہو تو عدالت ولیٔ اقرب کی نیابت میں نابالغہ کو نکاح میں دے سکتی ہے اور کوئی اور اس نکاح کی تنسیخ کا بھی مجاز نہ ہوگا، لیکن اگر ولیٔ اقرب کا انکار کسی معقول سبب کے باعث ہے مثلاً

دستیاب رشتہ کفو نہیں ہے یا مہر مثل کی ادائیگی پر تیار نہیں ہے یا کوئی اور رشتہ ہے جو دستیاب بھی ہے، کفو بھی ہے اور مہر مثل کی ادائیگی پر پر تیار ہے تو عدالت یا ولیٔ بعید کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہ ہوگا۔

دفعہ 17–ولی کی رضامندی کب ثابت ہوگی:

ولی کی رضامندی دو طرح ثابت ہوگی:

(1) صریحا: مثلاً کہہ دے کہ میں راضی ہوں یا میں نے منظور کیا یا نافذ کیا یا اجازت دی یا اس کے مثل کوئی اس طرح کا کلمہ جس سے نکاح کی منظوری دینے کا اظہار ہوتا ہو۔

(2) دلالۃ: مثلاً ولی مہر پر قبضہ کر لے یا مہر کا مطالبہ کرے یا منکوحہ کو رخصت کر دے وغیرہ مگر ولی کا محض سکوت رضامندی نہیں، اگرچہ سکوت مجلس نکاح میں ہو۔

دفعہ 18–ولیٔ اقرب کی غیر موجودگی میں ولیٔ ابعد کا نابالغ کا نکاح کرنا:

(1) ولی ابعد نے ولی اقرب کی غیبت غیر منقطعہ میں زیر ولایت کا نکاح کر دیا تو نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہے گا، چاہے تو برقرار رکھے یا فسخ کر دے۔

(2) اگر غیبت منقطعہ ہو تو نکاح منعقد، لازم و نافذ ہوگا مگر شرط ہوگا کہ:

الف:–نکاح کفو میں ہو

ب:–مہر مثل میں غبن فاحش نہ ہو

ج:–ولیِ اقرب کے جواب آنے تک حاضر کفو انتظار نہ کرے۔

د:–کوئی اور خواستگارِ نکاح ایسا نہ ہو جو ولی کا جواب آنے تک انتظار پر آمادہ ہو۔

توضیح: ولیٔ اقرب جہاں ہے وہاں اگر اس نے صغیر یا صغیرہ کا نکاح کردیا تو نکاح نافذ ہے، اگرچہ ولی کی غیبت منقطعہ ہو۔

دفعہ 19-ولی کا صغیرہ کے نکاح کا اقرار:

ولی نابالغہ کے نکاح کا اقرار کرتا ہے تو گواہان کی شہادت یا بلوغت کے بعد نابالغہ کی تصدیق درکار ہوگی۔

دفعہ 20-ولی کا اپنے ولایت سے کیے ہوئے نکاح سے انکار:

ولی نے اپنی ولایت سے کفو میں نابالغہ کا نکاح کیا اور پھر اپنے ولی ہونے کا انکار کرتا ہے تو قابلِ قبول نہیں البتہ اگر ولایت ظاہر نہ ہو تو نکاح درست نہ ہوگا۔

دفعہ 21-غیر مکلف کی ایک سے زائد شادیاں:

ولی کو زیر ولایت کی ایک سے زائد شادیوں کی اجازت نہیں۔

دفعہ 22-نابالغ کے نکاح میں بھی کفاءت کا اعتبار ہے:

باپ دادا کے علاوہ کسی ولی کو صغیرہ کی طرح صغیر کا نکاح بھی غیر کفو میں کرنا درست نہیں۔

دفعہ 23-مندرجہ ذیل افراد کو نکاحِ نابالغان کا اختیار نہیں:

(1) وصی کو، چاہے غیر مکلف کے باپ نے اسے وصیت کی ہو یا نہ ہوکی ہو، اور خواہ باپ نے اپنے حینِ حیات ہی کسی کو متعین کیا ہو یا نہ کیا ہو،

(2) پرورش کنندہ کو

(3) متبنیٰ کو

(4) لاوارث بچے کے پالنے والے کو، مگر یہ کہ ان میں سے کسی کو ازروئے قرابت ولایت حاصل ہو۔

دفعہ 24۔نابالغ کا نکاح کب باطل ہے:

(1) نابالغ نے خود نکاح کیا ہو اور ولی نے رد کر دیا ہو۔

(2) نابالغ نے نکاح کیا ہو اور دفعہ 8، 9، 10، 11 کے احکام کے تحت کوئی اس کی اجازت دینے والا نہ ہو۔

(3) قانون ہذا کے تحت نکاحِ نابالغ موقوف ٹھہرتا ہو اور نکاح کے نفاذ سے قبل زوجین میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے، مثلاً: ایک شخص نہ خود بالغ ہو نہ نکاح ولی کی اجازت سے ہوا ہو نہ ولی نے بعد از نکاح صراحتاً یا دلالتاً اجازت دی ہو نہ خود نابالغ نے بلوغ کے بعد اجازت دی ہو اور نابالغ کا انتقال ہو جائے۔

(4) باپ، دادا اور بیٹے کے علاوہ کسی اور ولی نے نابالغ کا نکاح غیر کفو میں یا مہر میں غبنِ فاحش کے ساتھ کیا ہو۔

(5) باپ یا دادا نے نابالغ کا نکاح کیا ہو مگر بحالتِ نشہ کیا ہو یا معروف بسوئے الاختیار ہوں اور مہر میں کمی فاحش ہو یا غیر کفو میں نکاح کیا ہو۔

(6) بلوغ کو پہنچے کے بعد نابالغ نے خود نکاح کو مسترد کیا ہو اور اس سے قبل ولی نے اور بلوغت کو پہنچنے کے بعد خود نابالغ نے نکاح کی اجازت نہ دی ہو۔

دفعہ 25-عقد جس کی اجازت نہ ہو یا اجازت دینے والا کوئی نہ ہو:

(1) ہر ایسا عقد جس کی از روئے شرع اجازت نہ دی جا سکتی ہو، یا

(2) جس کی اجازت دی جا سکتی ہو مگر اجازت دینے والا کوئی نہ ہو تو وہ باطل ہے، بنا بر این:

نابالغہ کا کوئی ولی ہے اور نہ اس مقام پر کوئی قاضی ہے اور اس نے نکاح کر لیا تو

نکاح بلوغت کے حصول پر اس کی اجازت پر موقوف رہے گا کیونکہ سلطان اس کی اجازت دے سکتا ہے،لیکن اگر مقامِ عقد پر سلطان کی عمل داری بھی نہ ہو مثلاً سمندر یا جنگل یا صحرا ہو جو کسی کے زیر ولایت نہ ہو،تو عقد باطل قرار پائے گا۔

دفعہ 26- نابالغ کا نکاح کب قابل نفاذ ہے:

(1) ولی نے نکاح کیا ہو۔

(2) سمجھ دار نابالغ نے خود نکاح کیا ہو یا کسی اور نے کیا ہو مگر ولی نے اجازت دے دی ہو۔

(3) سمجھ دار نابالغ نے نکاح کیا ہو اور ولی نے مسترد کیا ہو نہ اجازت دی ہو اور بلوغ کو پہنچے کے بعد نابالغ نے اس کی اجازت دے دی ہو۔

توضیح: جو حکم سمجھ دار نابالغ کا ہے وہی معتوہ اور ایسے مجنون کا ہے جس کا جنون مسلسل نہ ہو اور اس نے حالتِ افاقہ میں نکاح کیا ہو۔

دفعہ 27- عقد کے وقت ولایت نہ ہو مگر اجازت کے وقت کے حاصل ہو جائے:

اگر کسی شخص نے نابالغ کا نکاح کیا اور اس وقت اسے نابالغ پر ولایت حاصل نہ تھی،مگر پھر اجازت کے مرحلہ کے وقت اسے ولایت حاصل ہو گئی اور اس نے نکاح کی اجازت دے دی تو نکاح نافذ ہو گا۔

تمثیل (1) باپ نے اپنے بالغ بیٹے کا نکاح کیا اور بیٹے نے ابھی اجازت نہ دی تھی کہ بیٹا مجنون ہو گیا اور باپ نے اجازت دے دی تو نکاح نافذ ہو گیا۔

تمثیل (2) اسی طرح ولیٔ اقرب کے موجودگی میں ولیٔ ابعد نے نکاح کیا اور پھر ولی

اقرب غائب ہوگیا یہاں تک کہ ولایت ولیٔ ابعد کو منتقل ہوگئی تو انتقالِ ولایت کے بعد اجازت دینے سے نکاح نافذ ہوسکتا ہے۔

دفعہ 28- بلوغت اور عدم بلوغت میں اختلاف کا حکم:

لڑکی بلوغت کا دعوی کر کے ولی کے نکاح کو مسترد کرتی ہو اور لڑکی کا شوہر یا ولی اس کا نابالغہ ہونا بیان کرتے ہیں تو اگر لڑکی کی عمر نو برس ہو اور مراہقہ ہو تو اس کا دعوی معتبر ہے، اگر جانبین گواہان پیش کریں تو بلوغ کے گواہوں کو ترجیح ہوگی۔

دفعہ 29- نابالغہ سے تعلقات زن شوئی:

نابالغہ کی صحت جسمانی اگر ایسی ہے کہ جماع کے قابل ہے اور مرض کا اندیشہ نہیں تو اس سے جماع جائز ہے، اگرچہ اس کی عمر نو سال سے کم ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ بوجہ لاغری و کمزوری جماع کا تحمل نہ کرسکتی ہو اور بیماری کا خدشہ ہو تو اس سے تعلق زن شوئی کا قیام ناجائز ہے، اگرچہ اس کی عمر زیادہ ہو۔

دفعہ 30- رخصتی کا بیان:

شوہر مہر کی ادائیگی کر چکا ہے اور بیوی کی رخصتی چاہتا ہے، جب کہ بیوی کا باپ کہتا ہے کہ اس کی دختر ابھی چھوٹی ہے اور مردوں کے قابل اور جماع کا تحمل نہیں کرسکتی تو اگر بیوی گھر سے نکلا کرتی ہے تو عدالت نزاع کے تصفیہ کے لیے اسے حاضر عدالت کرے گی تا کہ اس کی صحت جسمانی کا جائزہ لیا جاسکے، اگر بیوی پردہ نشین ہو تو عدالت قابل اعتبار عورتوں کو اس کی صحتِ جسمانی کی رپورٹ دینے کے لیے مقرر کرے گی۔

حصّہ پنجم
خیارِ بلوغ کے احکام

خیار بلوغ کے احکام

دفعہ 1-خیارِ بلوغ کا حق جب نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی ولی نے کیا ہو:

نابالغ کو بلوغت کے حصول کے بعد اور مجنون و معتوہ کو افاقہ ہونے پر، خیار بلوغ کا حق حاصل ہوگا، اگرچہ نکاح مہرِ مثل پر ہو اور کفو میں ہو، جب کہ:

(1) باپ، دادا یا بیٹے کے علاوہ کسی ولی، خواہ عدالت یا خلیفۂ وقت ہی کیوں نہ ہو، نے زیرِ ولایت کا نکاح کیا ہو، یا

(2) زیرِ ولایت نے از خود اپنا نکاح کیا ہو اور باپ، دادا یا بیٹے کے علاوہ کسی ولی کی اجازت سے نافذ قرار پایا ہو، یا

(3) کسی اجنبی نے زیرِ ولایت کا نکاح کیا ہو اور باپ، دادا اور بیٹے کے علاوہ اولیاء میں سے کسی نے نفاذ کی اجازت دی ہو۔

دفعہ 2-باپ یا دادا کا کیا ہوا نکاح کب لازم ہے:

(1) اگر باپ یا دادا اختیار کے غلط استعمال میں معروف ہو نہ ہی نشہ میں ہو تو نکاح لازم ہوگا، خواہ:

الف:- نکاح مہرِ مثل کے ساتھ اور کفو میں ہو، یا

ب:- یا غیر کفو میں ہو اور مہرِ مثل سے بہت کم پر ہو، یا

ج:- نکاح، کفو میں ہو مگر مہر میں غبنِ فاحش ہو، یا

د:-نکاح غیرِ کفو میں ہواور مہر، مہر مثل ہو۔

(2) اگر باپ یا دادا اختیار کے غلط استعمال میں معروف ہو یا نشہ میں ہو تو نکاح لازم قرار پائے گا، جب کہ:

الف:-نکاح کفو میں ہواور مہر میں غبنِ فاحش نہ ہو، اس کے علاوہ تین صورتوں میں، یعنی جب:

ب:-نکاح غیرِ کفو میں ہواور مہر میں غبن فاحش ہو، یا

ج:-نکاح کفو میں ہومگر مہر میں غبن فاحش ہو، یا

د:-نکاح غیرِ کفو میں ہو، اگر چہ مہر میں غبن فاحش نہ ہو،

تو نکاح باطل قرار پائے گا۔

دفعہ 3-خیارِ بلوغ کی شرائط:

خیار بلوغ کے لیے شرط ہوگا کہ:

(1) نکاح اصول وفروع کے علاوہ کسی اور ولی نے کیا ہو یا ان کی اجازت سے نافذ قرار پایا ہو۔

(2) اگر بلوغ سے پہلے نابالغ کو نکاح کی اطلاع ہو تو بالغ ہوتے ہی اور اگر بلوغت کے بعد نکاح پر مطلع ہو تو اطلاع ملتے ہی نابالغ بلا تاخیرِ اختیاری کوئی ایسا کلمہ کہہ دے جس سے نکاح کو مسترد کرنا سمجھا جائے۔ اگر نابالغ نے سکوت کیا یا کسی دوسرے کام یا کلام میں مشغول ہو گیا تو خیارِ بلوغ باطل اور نکاح نافذ قرار پائے گا۔

(3) اگر نابالغ نے خیارِ بلوغ کے استعمال سے قبل قولاً یا فعلاً یا حالاً نکاح کی

رضامندی دے دی ہو تو اسے خیارِ بلوغ کے استعمال کا حق نہ ہوگا۔

(4) خیارِ بلوغ سے لاعلمی عذر نہ ہوگی، اسی طرح مجلس کے اختتام تک نابالغ کو اختیار نہ ہوگا۔

(5) لڑکا یا ثیبہ بالغ ہو جائے تو صرف سکوت یا اختتامِ مجلس یا تبدیل مجلس سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا جب تک صاف رضامندی یا کوئی ایسا فعل جو رضامندی پر دلالت کرے مثلاً بوسہ لینا، مہر لینا دینا، صحبت پر راضی ہو جانا نہ پایا جائے۔

(6) خیار بلوغ کی شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے طلب و اشہاد کرنے کے بعد عدالتی مرافعہ گزاری میں تاخیر مضر نہ ہوگی۔

(7) خیار بلوغ کا حق مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی حاصل ہوگا۔

توضیح 1: مجنون و معتوہ، مذکر و مؤنث کو افاقہ کے بعد خیار بلوغ حاصل ہوگا۔

توضیح 2: مہر کی ادائیگی جب کہ دخول سے قبل ہو، اگر دخول ہو چکا ہو اور اس کے بعد بعد از بلوغت شوہر مہر ادا کرتا ہے تو دلالۃً رضامندی نہ کہلائے گی کیونکہ دخول کے بعد ادائیگی مہر ضروری ہے خواہ شوہر کا ارادہ قیامِ نکاح یا فسخ نکاح کا ہو۔

دفعہ 4-خیار بلوغ کے احکام:

(1) خیار بلوغ طلاق نہیں بلکہ فسخ کے حکم میں ہوگا۔ بنابریں:

الف:-شوہر کے عدد طلاق میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

ب:-عدت میں دوسری طلاقِ رجعی ہو یا بائن، لاحق نہ ہوگی۔

(2) صرف نکاح کو رد کرنے سے نکاح رد نہ ہوگا بلکہ عدالت میں نالش دائر کر کے تنسیخ

ضروری ہوگی۔

(3) عدالتی تنسیخ سے قبل شوہر کو بیوی سے مجامعت جائز ہوگی۔

(4) تنسیخ سے قبل اگر زوجین میں سے کسی کا انتقال، خواہ قبل البلوغ یا بعد البلوغ قبل از تفریق ہوگا تو دوسرا اس کا وارث ہوگا اور کل مہر لازم ہوگا۔

(5) حق خیار بلوغ کے ثبوت سے قبل تعلقات زن شوئی کا قیام خیار بلوغ کے استعمال سے مانع نہ ہوگا۔ اگر زوجین نے زن شوئی کا تعلق قائم نہیں کیا ہے تو مہر واجب نہیں اگر چہ فرقت شوہر کی جانب سے ہو اور اگر تعلق قائم ہو گیا ہے تو کل مہر لازم ہے اگر چہ فرقت بیوی کی جانب سے ہو۔

(6) اگر خیار بلوغ کے استعمال سے قبل شوہر نے زن شوئی کا تعلق قائم کر لیا ہے تو کامل مہر کی ادائیگی واجب ہوگی اور زن شوئی کا تعلق قائم نہ ہوا ہو تو عورت مہر کے مستحق نہ ہوگی، دونوں صورتوں میں خواہ خیار بلوغ کا استعمال شوہر نے کیا ہو یا بیوی نے، حکم ایک ہی رہے گا۔

(7) زوجیت کا تعلق قائم ہو چکا ہو تو فسخ کے بعد عدت بھی لازم ہوگی۔

(8) خیار بلوغ کے متعلق عدم واقفیت کا عذر قابل قبول عذر نہیں گردانا جائے گا۔

(9) لڑکی اگر خیار بلوغ کا حق استعمال کرے مگر شوہر غائب ہو تو بوجہ قضا علی الغائب عدالت تفریق نہ کرے گی۔

(10) اگر زوجہ خیار بلوغ کا حق استعمال میں لانا چاہے اور شوہر تا حال نابالغ ہو تو شوہر کے والد یا وصی کی موجودگی میں تفریق کر دی جائے گی، اگر وہ زوجہ کے خیار بلوغ کے سقوط کا عذر پیش نہ کر سکیں۔

دفعہ 5- بیوی بالغہ اور شوہر نابالغ ہو تو عدالتی طریقہ کار:

لڑکی نے بلوغت کو پہنچ کر خیار بلوغ کے ذریعہ نکاح فسخ کرنا چاہا اور شوہر ابھی نابالغ ہے تو عدالت لڑکے کے باپ یا اس کے وصی یا دادا یا اس کے وصی کو حاضر عدالت کر کے نکاح فسخ کر دی گئی، اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو عدالت شوہر کی طرف سے فریق نامزد کر کے حاضرِ عدالت کرے گی اور اس سے حجت طلب کرے گی کہ لڑکی نے بلوغت کے بعد نکاح پر رضامندی کا اظہار کیا تھا یا اس نے طلبِ فرقت تاخیر سے کی تھی، اگر ایسا نہ ہو تو شوہر کا وکیل اسے حلف دے گا، اگر وہ حلف اٹھا لے تو شوہر کے نمائندے کی موجودگی میں اس کی بلوغت کا انتظار کیے بغیر عدالت نکاح فسخ کر دی گی۔

دفعہ 6- لڑکا اور ثیبہ کا حقِ خیارِ بلوغ:

لڑکے اور ثیبہ کے خیار بلوغ کے استعمال کا حق محض سکوت سے باطل نہ ہو گا جب تک ان کی صریح رضامندی یا رضامندی پر دلالت کرنے والا کوئی فعل نہ پایا جائے۔

دفعہ 7- خیار بلوغ کے استعمال میں زوجین کا اختلاف ہو جائے:

بیوی کہتی ہے کہ میں نے بلوغت کے فوراً بعد خیار بلوغ کا حق استعمال کر لیا تھا اور شوہر کہتا ہے کہ بوجہ سکوت بعد از بلوغ تو خیار بلوغ کا حق کھو چکی ہے تو شوہر کے قول کا اعتبار ہو گا۔

دفعہ 8- خیار بلوغ کے استعمال کا طریقہ:

لڑکی جب بالغہ ہو جائے تو گواہ قائم کر لے کہ میں بالغہ ہو گئی ہوں اور نکاح کو مسترد کرتی ہوں، اگر رات میں بالغ ہو جائے تو اسی وقت اپنے نفس کو اختیار کرے اور صبح کو گواہوں کے سامنے اپنا بالغ ہونا اور نفس کو اختیار کرنا بیان کرے مگر یہ نہ کہے کہ میں رات کو بالغ ہوئی بلکہ یہ کہے کہ میں اس وقت بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کیا اور اس لفظ سے مراد یہ لے کہ میں اس وقت بالغ ہوں تا کہ جھوٹ نہ ہو جائے۔

حصّہ ششم
نکاحِ بالغاں

نکاح بالغاں

دفعہ 1-بلوغت کے تعریف:

صغرِ سنی کے اختتام کو بلوغت کہتے ہیں۔

دفعہ 2-علاماتِ بلوغت:

بلوغت کی علامات لڑکے کے لیے انزال، احبال یا احتلام اور لڑکی کے حق میں حیض، احتلام یا انزال ہے۔

دفعہ 3-بلوغت کی عمر:

بلوغت کی اقل مدت لڑکے کے لیے بارہ سال اور لڑکی کے لیے نو سال اور اکثر مدت دونوں کے لیے پندرہ سال ہے۔

دفعہ 4-فضولی کون ہے:

جو نہ ولی نہ اصیل اور نہ ہی وکیل ہو۔

دفعہ 5-باکرہ کی تعریف:

(1) باکرہ وہ عورت ہے جس کے ساتھ نکاح یا شبہ نکاح کے ساتھ وطی نہ کی گئی ہو۔ بنا برایں اگر حیض، یا زخم، یا اچھلنے کودنے، یا اترنے چڑھنے، یا بلا نکاح عمر زیادہ ہوجانے سے پردۂ بکارت زائل ہوگیا، یا نکاح ہوا مگر شوہر نامرد تھا، یا اس کا عضوِ تناسل مقطوع تھا اور اس وجہ

سے تفریق ہوگئی، یا شوہر نے صحبت سے قبل اگرچہ خلوت کے بعد طلاق دے دی یا فوت ہوگیا تو جب بھی باکرہ کہلائے گی۔

(2) اگر زنا کا بار بار ارتکاب نہ کیا ہو اور حد بھی قائم نہ ہوئی تو بھی کنواری کہلائے گی۔

(3) ثیبہ وہ عورت ہے جو باکرہ نہ ہو۔

توضیح 1: شق 1 میں نکاح سے مراد صحیح اور فاسد دونوں ہیں۔

توضیح 2: شق 2 کی احتمالی صورتیں چار ہیں:

(1) تکرارِ زنا بھی ہو اور حد بھی قائم ہوئی ہو۔

(2) تکرارِ زنا ہو مگر حد قائم نہ ہوئی ہو۔

(3) حد قائم ہوئی ہو مگر تکرار نہ ہو۔

(4) نہ تکرار ہو اور نہ حد قائم ہوئی ہو۔

پہلی صورت میں وہ بحکم ثیبہ اور بقیہ میں بحکم باکرہ ہے۔

دفعہ 6-کون اشخاص خود نکاح کرنے کے مجاز ہیں:

آزاد، عاقل، بالغ شخص، اگرچہ سفیہ ہی کیوں نہ ہو، اصالتہً یا وکالتہً بلا اجازتِ ولی اپنا نکاح کرنے کا مجاز ہے، اگرچہ نکاح غیر کفو میں ہی کیوں نہ ہو اور مہر، مہر مثل سے بہت زیادہ ہو۔

توضیح: سفیہ بے عقل اور بے وقوف شخص کو کہتے ہیں جو مجنون اور معتوہ تو نہ ہو مگر اس کے افعال عقل وفہم کے مطابق نہ ہو اور اپنا مال فضول خرچی اور بدانتظامی میں خرچ کرتا ہو۔

دفعہ 7-جبری نکاح:

بالغ لڑکے یا لڑکی نے اگر معاہدۂ نکاح پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا تو نکاح منعقد و لازم ہو جائے گا، اگرچہ جبراً ان کی رضامندی حاصل کی گئی ہو۔

دفعہ 8- بذریعہ اکراہ تحریری نکاح:

جبرِ شرعی کے ذریعے عاقل وبالغ لڑکے یا لڑکی سے نکاح کا تحریری ایجاب یا قبول کرایا گیا تو نکاح غیر معتبر ہوگا۔

دفعہ 17- ولی کی رضامندی کب ضروری ہے:

(1) جوکوئی عاقلہ بالغہ خواہ کنواری ہو یا ثیبہ، اپنے عصبہ بنفسہ ولی کی لاعلمی یا واضح پیشگی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے۔ یا

کوئی اجنبی عاقلہ بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کرے اور عورت اس کی اجازت دے دے، تو نکاح سرے منعقد ہی نہ ہوگا اور عقد کے بعد ولی کے اجازت دینے سے بھی منعقد نہیں ہو سکے گا۔

(2) جوکوئی عاقلہ بالغہ خواہ کنواری ہو یا ثیبہ اپنے ولی عصبہ بنفسہ کی اجازت کے بغیر مثل سے بہت کم پر نکاح کرے تو ولی مذکور کو بایں معنی اعتراض کا حق ہوگا کہ شوہر مہر مثل کی کمی پوری کرے، بصورت دیگر ولیٔ مذکور کو بذریعہ عدالت نکاح کے فسخ کا اختیار ہوگا۔

(3) شق الف اور ب میں اگر عاقلہ بالغہ کا ولی ہی نہ ہو یا ولی ہو مگر عصبہ نہ ہو یا عصبہ ہو مگر عصبہ بنفسہ ہو یا عصبہ بنفسہ ہو مگر از روئے شرع بوجہ عدمِ اہلیت، ولایت نہ رکھتا ہو یا ولایت رکھتا ہو مگر غیر کفو یا مہر مثل سے کم پر نکاح سے قبل صریح اجازت دے چکا ہو تو نکاح منعقد نافذ ولازم ہوگا۔

دفعہ 9- عاقلہ بالغہ کا سکوت کب اجازت ہے:

(1) عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت سے درست ہے پس اگر لڑکی کنواری ہو اور:

ولیٔ اقرب نے، یا اس کے وکیل نے، یا اس کے رسول نے لڑکی سے نکاح کے

لیے اجازت مانگی اور لڑکی:

اپنے اختیار سے خاموش رہی، یا مسکرادی، یا بغیر استہزاء کے ہنس دی، یا بغیر آواز کے روئی، تو نکاح کی اجازت سمجھی جائے گی، مگر شرط ہوگا کہ:

الف:- لڑکی شوہر کو جانتی ہو۔

ب:- لڑکی کے سامنے مہر کا تذکرہ کر دیا گیا ہو۔

(2) اگر ولیٔ اقرب نے، یا

اس کے وکیل نے، یا

اس کے رسول نے، یا

ایک ثقہ پرہیز گار نے، یا

دو مستور الحال اشخاص نے، باکرہ کو اس کا نکاح ہونے کی خبر دی اور لڑکی شوہر کو جانتی پہچانتی ہو اور وہ خبر سن کر خاموش رہی تو نکاح کی اجازت سمجھی جائے گی، لیکن اگر نکاح اجنبی نے کیا ہو تو شرط ہوگا کہ:

الف:- مہر میں کمیٔ فاحش نہ ہو۔

ب:- شوہر اس کا کفو ہو۔

(3) اگر لڑکی کو نکاح کا علم ہی نہ ہو، یا علم ہو مگر اس سے نکاح کی اجازت ہی طلب نہ گئی ہو، یا اس کو اجنبی فاسق نے نکاح کی خبر دی ہو، یا ایک مستور الحال شخص نے خبر دی ہو، یا ولی، یا اس کے وکیل، یا رسول نے خبر دی ہو، مگر وہ شوہر کا جانتی پہچانتی نہ ہو، یا جانتی پہچانتی ہو مگر نکاح باپ، دادا کے علاوہ کسی اور نے کیا ہو اور غیر کفو میں کیا ہو، یا مہرِ مثل سے بہت کم پر کیا ہو تو لڑکی کا سکوت اجازت نہ کہلائے گا بلکہ اسے نکاح کے منظور کرنے اور مسترد

کرنے کا حق ہوگا، پس اگر:

لڑکی نے زبان سے نکاح مسترد کر دیا مثلاً مجھے منظور نہیں، قبول نہیں، میں نکاح نہیں چاہتی یا اس جیسا کوئی اور کلمہ جس سے نکاح کی عدمِ منظوری ظاہر ہوتی ہو، یا لڑکی نے فعل سے نکاح کو فسخ کر دیا مثلاً ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا مجھے منظور نہیں یا میں راضی نہیں یا کوئی اور ایسا فعل جس سے نکاح سے نفرت اور ناراضگی کا اظہار ہوتا ہو تو نکاح باطل ہو جائے گا۔

اگر زبان سے اجازت دی مثلاً اچھا کیا، یا مجھے منظور ہے یا قبول ہے یا اللہ تعالیٰ مبارک کرے یا برکت دے یا اس جیسا کوئی اور لفظ کہا، یا اپنے فعل سے اجازت دے دی مثلاً:

بلا جبر و اکراہ بخوشی و رضا شوہر کے ہاں رخصت ہو کر چلی گئی، یا خلوت میں اسے اپنے اوپر قدرت دی، یا خلوت کے افعال شوہر کو کرنے کا موقع دیا، یا اس سے مہر یا نان و نفقہ طلب کیا، یا کوئی اور رضامندی پر دلالت کرنے والا فعل اس سے سرزد ہوا تو نکاح کی اجازت سمجھی جائے گی۔

توضیح 1: باکرہ کا سکوت اذن جب ہے کہ ولی ایک ہی ہو، اگر دو مساوی درجے کے اولیاء نے اذن لیا یا بیک وقت نکاح کر دیا تو اس کے احکام آگے مستقل دفعہ میں مذکور ہوں گے۔

توضیح 2: سکوت کے اذن ہونے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ نکاح قائم ہو اور بوجۂ موت باطل نہ ہوا ہو کیونکہ اجازت کے لیے قیامِ عقد شرط ہے۔

توضیح 3: سکوت اذن ہے، اگرچہ لڑکی اس کا اذن ہونا نہ جانتی ہو۔

دفعہ 10۔سکوت میں اختلاف:

شوہر کہتا ہے کہ نکاح کی خبر ملنے پر تو خاموش رہی اور کنواری بالغہ کہتی ہے کہ میں نے نکاح مسترد کر دیا تھا تو:

(1) جو فریق گواہان پیش کر دے گا اس کا موقف تسلیم کیا جائے گا۔

(2) اگر فریقین گواہ پیش کرنے سے عاجز ہوں تو حلف کے ساتھ بیوی کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔

(3) اگر دونوں گواہ پیش کریں تو عورت کے گواہوں کو برتری ہوگی مگر یہ کہ شوہر اس کی اجازت دینے پر رضامندی دینے پر گواہ پیش کر دے۔

دفعہ 11۔صریح رضامندی کا اظہار کب ضروری ہے:

(1) نکاح کی اجازت طلب کرنے والا اگر ولیٔ اقرب نہ ہو یا ولیٔ اقرب ہو مگر عاقلہ بالغہ لڑکی کنواری نہ ہو تو محض سکوت اجازت نہ سمجھا جائے گا جب تک کہ صراحت کے ساتھ اپنی رضا کا اظہار نہ کر دے یا رضا پر دلالت کرنے والا کوئی فعل نہ کر دے۔

(2) عاقل و بالغ لڑکے کا بھی صریح الفاظ میں اجازتِ نکاح دینا ضروری ہے۔

دفعہ 12۔استئذان کب شرط ہے:

استئذان شرط ہے کہ جب لڑکی بالغہ باکرہ ہو، لہذا اگر صغیرہ ہو، خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ یا لڑکا ہو تو استئذان شرط نہیں۔

دفعہ 13۔نکاح فضولی کا بیان:

فضولی، اگرچہ ایک جانب سے ہو، نے اگر عقد کا ایجاب وقبول کیا تو عقد بجائے قابلِ

نفاذ ہونے کے باطل ہوگا، البتہ اگر فضولی اصیل یا وکیل یا ولی یا کسی دوسرے فضولی سے مل کر عقد کو تشکیل دے تو عقد موقوف ہوگا، بنابرایں:

اگر ولی مثلاً چچازاد نے اپنی عاقلہ وبالغہ چچازاد بہن سے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور خبر ملنے پر لڑکی نے سکوت اختیار کیا تو سکوت کو بمنزلہ رضا نہیں قرار دیا جائے گا۔

دفعہ 14۔مساوی اولیاء کے بیک وقت تصرف کا حکم:

(1) مساوی درجہ کے دو اولیاء اگر ایک ساتھ کسی ایک ہی شخص کے ساتھ لڑکی کا نکاح کر دیں تو اگر:

الف:۔لڑکی دونوں نکاحوں کی ایک ساتھ اجازت دے تو دونوں باطل ہیں۔

ب:۔اگر خبر سن کر خاموش رہے تو دونوں موقوف ہوں گے اور اپنے قول یا فعل سے جس کو نافذ کر دے وہ نافذ اور دوسرا باطل ہو جائے گا۔

(2) اگر دونوں اولیاء نے نکاح کی اجازت طلب کرنے کے بعد ایک ساتھ ایک ہی شخص سے نکاح کر دیا تو حکم شق (1) کی ذیلی شق الف اور ب کے مطابق ہوگا البتہ اگر اذن مانگنے پر لڑکی خاموش رہی تو جو پہلے نکاح کر دے گا وہ نافذ ہوگا۔

دفعہ 15۔شوہر کی موت کے بعد اجازت:

(1) ولی اگر نکاح کے بعد خبر دے اور لڑکی خاموش رہے مگر شوہر وفات پا چکا ہو تو خاموشی اجازت نہیں۔

(2) اگر شوہر کے مرنے کے بعد کہے کہ: میری اجازت سے ولی نے میرا نکاح کیا اور شوہر کے ورثاء انکار کریں تو عورت کا قول معتبر ہے اور وہ وارث ہوگی اور عدت اس پر

واجب ہوگی۔

(3) اگر کہے کہ میری اجازت کے بغیر میرا نکاح ہوا مگر جب خبر پہنچی تو میں نے اجازت دے دی تو ورثاء کا قول معتبر ہوگا اور مہر اور وراثت کی مستحق نہ ہوگی البتہ اگر واقع میں سچی ہو تو عدت واجب ہوگی ورنہ نہیں لیکن اگر نکاح کرنا چاہے تو عدت تک روک دی جائے گی۔

دفعہ 16۔شوہر کی موت کے بعد اجازت کے مسائل:

(1) ولی نے بالغہ کا نکاح کیا اور بالغہ نے سن کر سکوت کیا مگر اس وقت شوہر کا انتقال ہو چکا تھا تو سکوت نکاح کی اجازت نہیں ۔

(2) اگر شوہر کے فوت ہونے کے بعد بالغہ کہتی ہے کہ میری اجازت سے میرے باپ نے اس سے میرا نکاح کیا اور شوہر کے ورثاء انکار کریں تو عورت کا قول معتبر ہے۔

(3) اگر عورت کہے کہ میرے اذن کے بغیر میرا نکاح کیا گیا مگر جب مجھے خبر پہنچی تو میں نے اجازت دے دی تھی اور شوہر کے ورثاء انکار کریں تو ورثاء کا قول معتبر ہے۔

(4) اگر عورت نکاح کرنے کے بعد معتدہ ہونے کا دعوی کرے اور شوہر انکار کرے تو شوہر کا قول معتبر ہوگا۔

دفعہ 17۔اجازت کے عام مسائل واحکام:

باکرہ کا سکوت رضامندی ہے جب کہ وہ شوہر کو جانتی ہو بنابرایں نامعلوم شخص کے متعلق خاموشی رضا کا اظہار نہ ہوگی مگر یہ کہ اس نے نکاح کا اختیار سپرد کر دیا ہو، لہذا اگر:

(1) اس طرح اجازت مانگی جائے کہ فلاں یا فلاں سے تمہارا نکاح کر دوں اور وہ خاموش رہے تو جس کے ساتھ نکاح کر دیا جائے درست ہو جائے گا۔

(2) اگر اس طرح اجازت مانگی جائے کہ ایک مرد یا فلاں قوم کے ایک شخص سے تیرا نکاح کر دوں اور وہ خاموش رہے تو یہ اجازت نہیں۔

(3) اگراس سے کہا کہ پڑوسیوں میں سے کسی سے یا چچازاد بھائیوں میں سے کسی سے تیرا نکاح کردوں اور وہ خاموش رہے جب کہ وہ سب کو جانتی بھی ہوتو اجازت ہے۔

(4) اگراس طرح کہا کہ کسی اور سے ہوتا تو بہتر تھا تو نکاح سے قبل انکار ہے اور بعد میں اجازت ہے۔

اگر ولی نے اپنے آپ سے نکاح کردیا اور خبر دی اور وہ چپ رہی تو اجازت نہیں اور اگر اجازت مانگی اور وہ چپ رہی تو اجازت ہے۔

(5) ولی نے کسی متعین شخص کے متعلق اجازت مانگی اور اس نے انکار کیا مگر ولی نے اسی سے نکاح کردیا اور خبر پہنچنے پر وہ خاموش رہی تو اجازت ہے اور اگر کہا کہ میں تو پہلے ہی منع کر چکی ہوں اور صرف اسی قدر کہا تو یہ انکار ہے۔

(6) اگر نکاح کی خبر پہنچنے پر نکاح کو مسترد کیا اور پھر رضامندی ظاہر کی تو نکاح جائز نہیں ہوسکتا۔

(7) ولی نے کسی کے شخص کے متعلق نکاح کی اجازت چاہی اور لڑکی نے رضامندی کا اظہار کردیا اور پھر عدمِ رضا ظاہر کی مگر ولی کو اس کا علم نہ ہوا اور اس نے نکاح کردیا تو درست ہے۔

توضیح:- اگر عورت اس طرح اجازت دے کہ جو تو کرے مجھے منظور ہے یا جس سے چاہو نکاح کردو تو یہ اذنِ عام ہے ولی جس سے چاہے نکاح کردے۔

دفعہ 18-ولی کا کسی اور کو نکاح کے لیے وکیل کردینا:

ولی نے کنواری بالغہ سے اجازت لی اور وہ خاموش رہی، ولی نے کسی اور کو معین کرکے نکاح کردیا تو جائز ہے مگر شرط ہے کہ وہ شوہر اور مہر کو جانتی ہو۔

ناشر

مکتبۃ السنان کراچی